بارعایت اور سستا مال لینا ہو اگر کتبخانہ دین محمدؐ یاد رکھئے ہر نشر

نعت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

ملک دین محمدؐ اینڈ سنز تاجران کتب

کشمیری بازار دہلی روڈ لاہور

نثیل ملک دین محمد پبلشر نے اپنے دین محمدی الیکٹرک پریس بل روڈ لاہور سے چھاپ کر شایع کیا

نعتِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

جسمیں

مشہور شعراء کا قدیم وجدید پُر درد و با اثر نعتیہ کلام اس عمدہ طریق سے انتخاب کیا گیا ہے کہ اس نعتیہ مجموعہ کے مقابل آج تک ایسا نعتیہ مجموعہ شائع نہیں ہوا

مرتبہ

خادم اہل ذوق۔ عبد الرحمٰن شوق (امرتسری)

برائے فرم

ملک دین محمد اینڈ سنز پبلشرز و تاجران کتب بل روڈ کشمیری بازار لاہور

جس کو

باہتمام بابو عبد الحمید خان پرنٹر فیروز پرنٹنگ ورکس ۱۱۹ سرکلر روڈ لاہور سے طبع کرا کر
ملک دین محمد نے کشمیری بازار لاہور سے شائع کیا
مارچ ۱۹۳۹ء

فہرست عنوانات نعت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نعت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

مالک الملک لا شریک لہ

(از شمس تبریز)

مالک الملک لا شریک لہ   وحدہٗ لا الٰہ الا ہو
عاشقان جان و دل نثار کنید   بر در لا الٰہ الا ہو
مصطفیٰ یافت در شب معراج   خلعت لا الٰہ الا ہو
صوفیان گر بہشت می طلبند   ذکر شان لا الٰہ الا ہو
باغبان قدیم لم یزلی   صفتش لا الٰہ الا ہو
طوق لعنت فگندہ بر ابلیس   سطوت لا الٰہ الا ہو
مومناں را نعیم شد روزی   برکت لا الٰہ الا ہو
خوش درختست در میان جنان   میوہ اش لا الٰہ الا ہو

شمس تبریز اگر خدا طلبی
خوش بخوان لا الٰہ الا ہو

زمانے میں رواں دریائے فیضانِ محمدؐ ہے

(از نیّر)

جہاں میں رحمۃ اللعالمین شانِ محمدؐ ہے
زمانے میں رواں دریائے فیضانِ محمدؐ ہے

بہارِ سیدِ محبوبی ہے سُبحان الذی اسریٰ
فاوحیٰ بوئے گلہائے شبستانِ محمدؐ ہے

وُہ خورشیدِ رسالت ہیں وُہ شمعِ بزمِ وحدت ہیں
زمانہ جلوہ زارِ روئے تابانِ محمدؐ ہے

سکندر اور سلیمانؑ ہیں محمدؐ کے غلام اب بھی
کہ بالا تر جہاں میں شوکتِ شانِ محمدؐ ہے

خدا کی حکمرانی کے عجب انداز ہیں **نیّر**
رواں کونین میں ہر سمت فرمانِ محمدؐ ہے

نگاہ عاشق کی ڈھونڈ لیتی ہے پردہ میم کو اُٹھا کر

(از سر اقبال)

نگاہ عاشق کی ڈھونڈ لیتی ہے پردہ میم کو اُٹھا کر
وُہ بزمِ یثرب میں آ کے بیٹھیں ہزار منہ کو چھپا چھپا کر

بتائے دیتے ہیں اے صبا ہم یہ گلستانِ عرب کی بو ہے
مگر نہ اب ہاتھ لا ادھر کو وہیں سے تو لائی ہے اُڑا کر

بہارِ جنت کو کھینچتا تھا مجھے مدینے سے آج رضواں
ہزار مشکل سے اس کو ٹالا بڑے بہانے بنا بنا کر

شہیدِ عشقِ نبی کے مرنے میں بانکپن بھی ہیں سو طرح کے
اجل بھی کہتی ہے زندہ باشی ہمارے مرنے پہ زہر کھا کر

شہیدِ عشقِ نبیؐ ہوں میری لحد پہ شمعِ قمر جلے گی

اُٹھا کے لائیں گے خود فرشتے چراغ خورشید سے جلا کر
ہنسی بھی کچھ کچھ نکل رہی ہے مجھے بھی محشر میں تاکتی ہے
کہیں شفاعت نہ لے گئی ہو میری کتاب عمل اُٹھا کر
رکھی ہوئی کام آ ہی جاتی ہے جنس عصیاں عجیب شے ہے
کوئی اسے پوچھتے پھرے ہے زر شفاعت دکھا دکھا کر
خیال راہ عدم سے اقبال در پہ تیرے ہوا ہے حاضر
بغل میں زادِ عمل نہیں ہے صلہ میری نعت کا عطا کر

وُہ شمع اُجالا جس نے کیا چالیس برس تک غاروں میں

(از ظفر علی خان)

وُہ شمع اُجالا جس نے کیا چالیس برس تک غاروں میں
اک روز جھلکنے والی تھی سب دُنیا کے درباروں میں
گر ارض و سما کی محفل میں لَوْلَاکَ لَمَا کا شور نہ ہو
یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں یہ نور نہ ہو سیاروں میں
جو فلسفیوں سے کھل نہ سکا اور نکتہ وروں سے حل نہ ہوا
وُہ راز اک کملی والے نے بتلا دیا چند اشاروں میں
رحمت کی گھٹائیں پھیل گئیں افلاک کے ہر اک گنبد پر
وحدت کی تجلّی کوند گئی آفاق کے سینہ زاروں میں
وُہ جنس نہیں ایماں جسے لے آئیں دُکان فلسفہ سے
ڈھونڈھنے سے ملے گی عاقل کو قرآن کے سیپاروں میں
ہیں کرنیں ایک ہی محفل کی بوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و علیؓ
ہم مرتبہ ہیں یارانِ نبیؐ کچھ فرق نہیں ان چاروں میں

شفیع الوریٰ ہے محمدؐ ہمارا

(از معظم)

حبیبِ خدا ہے محمدؐ ہمارا
شہِ انس وجاں ہے محمدؐ ہمارا

فلک پر گیا ہے محمدؐ ہمارا
خدا سے ملا ہے محمدؐ ہمارا

خدا سے ہے کم اور سب سے زیادہ
دو جگ میں بڑا ہے محمدؐ ہمارا

نہ پایا کوئی حق کی وحدت کا مطلب
مگر جانتا ہے محمدؐ ہمارا

زمانہ کو جس نے رہِ حق دکھایا
وہی پیشوا ہے محمدؐ ہمارا

معظم ہمیں اپنے عصیاں کا غم کیا
شفیع الوریٰ ہے محمدؐ ہمارا

روزِ ازل سے چوٹ ہے دل پر لگی ہوئی

(از غریب)

ہے آنکھ سوئے کوئے پیمبر لگی ہوئی
یثرب کی دھن ہے دل کو برابر لگی ہوئی

چاروں طرف سے آئے ہیں دیدار کیلئے
اک بھیڑ زائروں کی ہے در پر لگی ہوئی

بھاگو چلو کہ حشر میں آئے ہیں مصطفےٰ
دوڑو سبیل ہے شہِ کوثر لگی ہوئی

مدّت سے داغِ عشق محمدؐ جگر میں ہے　　روزِ ازل سے چوٹ یہ دل پر لگی ہوئی
ہے آرزو کہ حشر میں جب گور سے اُٹھوں　　ہو تن پہ خاک کوئے پیمبرؐ لگی ہوئی
کیا پوچھتے ہو مجھ سے نکیرین دیکھ لو　　ہے کس کی مہر ماتھے کے اوپر لگی ہوئی
جنّت میں آپؐ جائیں گے جس دم بعزّ و شان　　اُمّت بھی ہو گی ساتھ برابر لگی ہوئی

چل اے غریبؔ شہرِ مدینہ کو جلد چل
غافل نہ ہو کہ موت ہے سر پر لگی ہوئی

محمد مصطفےٰ! گنجِ سعادت کے امیں تم ہو

(از نامعلوم)

محمدؐ مصطفےٰ! گنجِ سعادت کے امیں تم ہو　　شفیع المذنبیںؐ ہو رحمۃ اللعالمیںؐ تم ہو
ہوئی تکمیلِ دیں تم سے کہ ختم المرسلیںؐ تم ہو　　رسالت ہے اگر انگشتری اسکے نگیں تم ہو
نہ ہوتے تم تو عرش و فرش کا نقشہ نہ جم سکتا　　یہ دُنیا اعتباری تھی حقیقت آفریں تم ہو
مبرا کر دیا تم نے خُدا کو ذمہ داری سے　　کہ ختمِ حجتِ حق کی نشانی بالیقیں تم ہو
نمکدانِ جہانِ ہستی کا تمہارا حُسن دلکش ہے　　خُدا جس پر ہوا سو جاں سے شیدا وہ حسیں تم ہو
اگر پروردگارِ انس و جاں کو ہم نے پہچانا　　بلا شبہ و بلا شک اس کی وجہ اوّلیں تم ہو
تمہارا خوف ہو دل میں تو بیڑا پار ہے اپنا　　خُدا کا ڈر نہیں ہم کو جب اسکے ہم نشیں تم ہو
تمہاری یاد ہو جس دل میں اس دل کا ہی کیا کہنا　　مکاں ہو گا عجب ہی شان کا جسکے مکیں تم ہو
ہوئی کافور ظلمت کفر کی جسکی شعاعوں سے　　زمانہ پر یہ روشن ہے کہ وہ مہرِ مبیں تم ہو
نہ ہوتا فتحنا کا نشاں کیوں آشکارا جب　　علم بردارِ حق تم ہو سپہ سالارِ دیں تم ہو
ہوا اسلام کا شرمندۂ احساں جہاں سارا　　ہر اک اقلیم پر برسا گئے دُرِ ثمیں تم ہو
لقب خیر الامم جس کو دیا تاریخ عالم نے　　اس امت کے نگہباں اس زمانے میں تمہیں تم ہو

آہ جاتی ہے فلک پر رحم لانے کے لئے

(از آغا حشر)

آہ جاتی ہے فلک پر رحم لانے کے لئے
بادلو ہٹ جاؤ دیدو راہ جانے کیلئے

اے دعا ہاں عرض کر عرشِ الٰہی تھام کے
اے خدا اب پھیر دے رخ گردشِ ایام کے

صلح تھی کل جن سے اب وہ برسرِ پیکار ہیں
وقت اور تقدیر دونوں درپئے آزار ہیں

ڈھونڈتے ہیں اب مداوا سوزشِ غم کیلئے
کر رہے ہیں زخمِ دل فریاد مرہم کیلئے

رحم کر اپنے نہ آئینِ کرم کو بھول جا
ہم تجھے بھولے ہیں لیکن تو نہ ہم کو بھول جا

خلق کے راندے ہوئے دُنیا کے ٹھکرائے ہوئے
آئے ہیں اب تیرے در پر ہاتھ پھیلائے ہوئے

خوار ہیں بدکار ہیں ڈوبے ہوئے ذلت میں ہیں
کچھ بھی ہیں لیکن ترے محبوب کی اُمت سے ہیں

حق پرستوں کی اگر کی تو نے دلجوئی نہیں
طعنہ دیں گے بت کہ مسلم کا خُدا کوئی نہیں

دلِ مسلم میں پیدا جذبۂ منصور ہو جائے

(از عطاؔ)

دعائے نیم شب یارب میری منظور ہو جائے
فروغِ نورِ وحدت سے جہاں معمور ہو جائے

نہ لائے خطرۂ دار و رسن کو اپنی خاطر میں
دلِ مسلم میں پیدا جذبۂ منصور ہو جائے

ہلا دے قیصرِ استبداد کی بنیادِ سنگیں کو
مسلماں بادۂ توحید سے مخمور ہو جائے

بہار آجائے اسلام کے اُجڑے گلستاں میں
ہلاکت آفریں دورِ خزاں پھر دُور ہو جائے

زمانہ جلوہ زارِ روئے تابانِ محمدؐ ہو
ہر اک تارِ نفس موجِ شرارِ طُور ہو جائے

درخشندہ ستارے ہوں فروزاں چرخِ ملّت ہو
نفاقِ باہمی اسلام سے کافُور ہو جائے

خُدایا وہ عطا کر ہم ضعیفوں کو توانائی
جو ظالم ہو ہمارے آگے وہ مجبور ہو جائے

مسلماں کو بنایا رازِ وحدت کا امیں تُو نے

(از بشیر احمد زار بی اے (آکسن))

بیاباں کو بنایا غیرتِ خلدِ بریں تُو نے / چمن میں کر دیا ہر گل کو نکہت آفریں تُو نے
حیات اک آئنہ تھی آئنہ میں عکس تھا تیرا / جہانِ خاتم تھا خاتم کو بنایا اُس نگیں تو نے
ہوا سروِ چمن دلدادۂ پابندئ الفت / بلا کا گیت گایا قمریِ اندوہ گیں تُو نے
کہیں کثرت کا چرچا تھا کہیں تثلیث کا جھگڑا / مسلماں کو بنایا رازِ وحدت کا امیں تو نے
ضیائے مہرِ الفت سے ہوئی بزمِ جہاں روشن / سراسر شمعِ گردوں سے درخشاں کی زمیں تو نے
تڑپتی تھیں دمِ نظارگی فردوس میں حوریں / بنایا قیس کو جب لیلیٰ محمل نشیں تو نے
ٹپکتی تھی تری تصویر سے صورتگری اسکی / دکھائی انجمن میں شانِ صورت آفریں تو نے
فروغِ مہر سے روشن کیا صحرا کے ذرّوں کو / ستاروں میں دکھائی تابشِ ماہِ مبیں تو نے
عجم میں دورِ کذب و افترا کا ہو چکا آخر / میانِ ہاشمی سے جب نکالی تیغِ کیں تو نے
عرب کی قوم تھی مستِ خمارِ عشرتِ فانی / زہے ہمّت کہ دی آواز اک غم آفریں تو نے

بنی ہر جان کیلئے تیر بلا پہلی نظر تیری — دلوں میں گر گئی کی جب نگاہِ واپسیں تو نے
ہوئی کافور دم میں وہ بشر کی پس بھری طینت — ہر محفل میں پلایا ایک جامِ رنگیں تو نے
پریشاں نکہت حق کو کیا بادِ نبوت نے — چمن آرا کیا پھولوں کو برگ یاسمیں تو نے
خوشا وہ دن کہ تھا غارِ حرا خلوت گہِ مکیں — خوشا وہ شب کہ پایا لامکاں میں اک مکیں تو نے
ملائک نے کہا سوئے فلک خیر البشر آیا — شہ افلاک سے پایا خطاب شاہِ دیں تو نے

یہ لالہ زار تھا تیرا، وہ اک گلزار تھا تیرا
بنایا ہند کو گلشن بنایا ملک چیں تو نے

گناہ اُمت کے بخشانے کو محبوب خدا آئے

(از انور)

فلک پر جس گھڑی حضرت محمد مصطفےٰ آئے
ملک تعظیم کو پڑھتے ہوئے صلِ علیٰ آئے

یہ ہم حور و ملک کہتے تھے اُمت کی شفاعت کو
گناہ اُمت کے بخشانے کو محبوبِ خدا آئے

بچھایا جا بجا فرشِ منور حور و غلماں نے
زمیں سے عرش پر جب دم محمد مصطفےٰ آئے

کہا روح الامیں نے دیکھئے کس شان و شوکت سے
شبِ معراج کو کس دھوم سے صلِ علیٰ آئے

کفِ پا چوم کر بولے ملائک عرش کے پیارے
محمد صاحب لولاک تاجِ ھَل اَتیٰ آئے

گھڑا انجم کے وارے چرخ نے خوش ہو کے حضرت پہ

گئے جب عرش پر محبوب ربّ کبریا آئے
جھکے تعظیم کو لوح و قلم عرش بریں انور
کہ جب عرش معلّٰے پر امام دوسرا آئے

تمنائے محبوب تڑپا رہی ہے

(از مغموم)

ریاضِ مدینہ کی بو آ رہی ہے — تمنائے محبوب تڑپا رہی ہے
فرشتوں نے پایا نہ حوروں نے دیکھا — میری آنکھ جو جلوہ دکھلا رہی ہے
فزوں جوش اور تنگ ہے ساغرِ دل — شرابِ محبت چھلک جا رہی ہے
پیمبر کے روضہ پہ چھڑکاؤ ہوتا — میری آنکھ جو اشک برسا رہی ہے
نہ چھیڑ اے فلک عاشقانِ نبیؐ کو — قضا سر پہ کیا تیرے منڈلا رہی ہے
تپِ ہجر اور یادِ مژگانِ حضرت — مری فصدِ دل آج کھلوا رہی ہے
لحد میں نکیرین گھبرا رہے ہیں — سزا سر پہ کیا تیرے منڈلا رہی ہے
سمٹ جا رہی ہے گناہوں کی وسعت — شفاعت جو دامن کو پھیلا رہی ہے
دلِ مردہ میں جان باقی رہی کیا — محبت مدینے کی گرما رہی ہے
بھنور سے نکالو اے شاہِ بطحےٰ — مری کشتیٔ عمر چکرا رہی ہے
بلا لو مجھے پاس اپنے خدارا — دکن میں میری روح گھبرا رہی ہے
کرو مجھ کو سیراب آبِ بقا سے — مری تشنگی ہائے چلّا رہی ہے

دمِ نزع یا مصطفےٰ یا محمدؐ
صدا دل سے مغموم کے آ رہی ہے

اے بے نیاز! مجھ کو دلِ بے نیاز دے

(از نشتر)

موسیٰ کو صبر، خضر کو عمرِ دراز دے — اے بے نیاز! مجھ کو دلِ بے نیاز دے
تقدیر کائنات کو دیکھے جو بے حجاب — پروردگار! وہ نگہِ عرش ناز دے
صیاد فتنہ گر نے بچھایا ہوا ہے جال — بالِ عقاب و چنگلِ صد شاہباز دے
بحرِ بلا میں ڈوب کے نکلوں میں سر بکف — مجھ تفتہ دل کو وہ جگرِ غم گداز دے
وہ آنکھ دے جو پھول میں خوشبو کو دیکھ لے — اس جلوہ گاہ میں دلِ دانائے راز دے
اے حسن! التفات کہ سر خم کئے ہے عشق — شمشیرِ ناز سے شرفِ امتیاز دے
ظلمت گہہ عدم میں جو شمعِ حیات ہو — وہ عشق کا شیرازۂ ہستی گداز دے

دنیا میں ضرب گنبدِ خضرا نصیب کر
عقبیٰ میں ظلِ دامنِ شاہِ حجاز دے

ہاں! اے رسولِ عربی پھر معجزہ دکھا دے!

(از عزیز منصوری)

ظلمت کا اس جہاں سے نام و نشاں مٹا دے — ہاں! اے رسولِ عربی پھر معجزہ دکھا دے
سوتوں کو جو جگا دے مُردوں کو جو جلا دے — اے ہاشمی قریشی ایسی نوا سنا دے
تشنہ لبی سے تیری اُمت تڑپ رہی ہے — ساقئِ حوضِ کوثر جامِ بقا پلا دے
دردِ نہاں سے شاہا جانوں پہ بن رہی ہے — تجھ بن نہیں ہے کوئی جو آن کر شفا دے
اغیار پہ جب کہ مولا تیرا کرم رہا ہے — قیدِ غم و الم سے اپنوں کو بھی چھڑا دے
کس کو سنائیں جا کر یہ حالِ زار اپنا — بگڑی بنانے والے بگڑی ہوئی بنا دے

غفلت نے اپنی ہم کو بے خانماں بنایا ۔۔۔ اُجڑی پڑی ہے بستی آقا اسے بسا دے
بچھڑے ہیں کارواں سے مولا ہمیں ملا دے ۔۔۔ پہنچے کوئی خُدا را بانگِ جرس سُنا دے
کہہ دے کوئی یہ جا کر سالارِ کارواں سے ۔۔۔ خوابِ گراں سے آ کر ہم کو ذرا جگا دے
نے سارباں پہنچاتے کارواں ہاشمی ۔۔۔ اتنا نہیں ہے کوئی جو زادِ راہ دلا دے
منزل کٹھن ہے آگے ڈر ہے نہ مٹیں ہم ۔۔۔ ہمّت کوئی دلا دے ڈھارس کوئی بندھا دے
ریگ رواں میں اپنا نقشِ قدم ہوا گُم ۔۔۔ اے خضرِ رہ آ جا رستہ ہمیں بتا دے
وقت مدد ہے آقا اسلام مٹ رہا ہے ۔۔۔ کوئی سپر بنا دے کوئی چارہ گر بلا دے
آہ و بکا کو سُن لے اے عز و شان والے ۔۔۔ گنبد سے اپنی صورت معجز نما دکھا دے
اے رحمتِ دو عالم کرنا ذرا اشارہ ۔۔۔ یہ ڈوبتا سفینہ آئے اُچھل ہمارا
طوفاں بپا ہے مولا منجدھار میں گھرے ہیں ۔۔۔ کالی گھٹا ہے چھائی مِلتا نہیں کنارا
جانوں پہ بن رہی ہے ڈوروں پہ ہے تلاطم ۔۔۔ اے ناخدائے کشتی کیجو مدد خُدارا
اس رنج و بے کسی میں آتی ہے یاد تیری ۔۔۔ وقتِ فغاں لبوں پر بس نام ہے تمہارا
بچنے کی کوئی صورت آقا نہیں ہماری ۔۔۔ تجھ بن نہیں ہے کوئی جو دے ہمیں سہارا
ڈھارس بندھانے والے بگڑی بنانے والے ۔۔۔ اے بے کسوں کے والی کرنا مدد خُدارا
تو ہی ہے رنج و غم سے ہم کو چھڑانے والا ۔۔۔ ہم لاجرم ہیں تیرے اپنا ہے تجھی پہ یارا
اس درد کو اے مولا کیسے تمہیں دکھا دیں ۔۔۔ یہ داستانِ غم ہے جا کر کسے سنا دیں
حالِ زبوں ہمارا دیکھا نہیں ہے جاتا ۔۔۔ بیچارگی کے صدمے کب تک پڑے اُٹھائیں
بگڑی میں کوئی یاور بنتا نہیں کسی کا ۔۔۔ خاکِ حرم سے پھر کیوں اپنی جبیں اُٹھائیں
اے سرورِ دو عالم ہے آرزو یہ دل کی ۔۔۔ ہم تیرے نام لیوا تجھ پہ نثار جائیں
دُنیا میں کوئی مونس اپنا نہیں ہے آقا ۔۔۔ بگڑی بنے گی مولا جب آپ ہی بنائیں
جورِ فلک سے اُمت بے حال ہو رہی ہے ۔۔۔ لاچار ہو کے مُسلم دیتے ہیں یہ دعائیں

دستِ کرم اُٹھا نا اے ہاشمی قرشی مقبول کبریا ہیں ساری تیری دعائیں
کیا کیا تمہیں سنائیں اس درد کے فسانے خوابِ گراں سے گزرے ہم کو کئی زمانے
دُنیا سے بیخبر ہیں، بہوش سو رہے ہیں اُٹھے نہ ہم اگرچہ آئی اجل جگانے
غفلت نے اپنی ہم کو ہے در بدر پھرایا نگہت مٹا چکی ہے اسلاف کے فسانے
پوچھو نہ ہم سے آقا کیا کچھ گذر رہی ہے دن رات بن رہے ہیں اعدا کے ہم نشانے
نام ونشاں اپنا پھر بھی نہیں مٹے گا گر لاکھ آئے ہم کو دورِ زماں مٹانے
دولت لُٹی ہماری عزت گئی ہماری بگڑے پہ کس کے اُٹھیں سنبھلیں تو کس بہانے

ہاں ایک نام تیرا اے رحمتِ دو عالم
ہے حرزِ جاں بنایا اپنے لئے خدا نے

یاد آگئی مجھ کو شبِ معراج ختم المرسلین ؐ

(از مولانا علی حیدر طباطبائی)

یاد آگئی مجھ کو شبِ معراج ختم المرسلین ؐ تفسیر سبحان الذی اسریٰ سنیں اہلِ یقیں
اک دم میں جا کر عرش پر پھر آئے شاہ بحر و بر حیراں ہے عقلِ بشر ششدر ہے فکرِ نکتہ چیں
پہنچے شہِ والا مکاں اک آن میں تا لامکاں حائل زماں ہو یا مکاں اس نور کو ممکن نہیں
تفصیل اس اجمال کی مجھ سے سنے گر فلسفی اک آن کی تقسیم میں گزرینگے ایام و سنیں
لائے براق برقدم چابک عناں چابک قدم ہمیرِ شہِ عالی ہمم گردوں سے جبریل امیں
بطحا سے شاہ بحر و بر فوراً ہوئے گرمِ سفر تا مسجد اقصیٰ گئے ناطق ہے قرآنِ مبیں
آگے تھے شاہِ دو جہاں محو نمازِ ذکرِ حق پیچھے صفیں باندھے ہوئے سب انبیاء و مرسلیں
اک جام شیر اک جام مے لائے حضورِ مصطفےٰ ؐ وہ شیر شاہ نے لے لیا چھوڑی شرابِ ساتگیں
پھر آیتِ قوسین سے ثابت ہے یہ بھی بے گماں قوسین تک تھا جلوۂ محبوبِ رب العالمیں

تھی شاہ والا کی نظر مصداق مازاغ البصر
پھر آئے آپ افلاک پر دیکھ آئے فردوسِ بریں

وہ طلحِ منضود اک طرف وہ سدر مخضود اک طرف
وہ ظلِّ ممدود اک طرف جس میں گراں حورِ عیں

خنداں گلِ تر اک طرف لبریز ساغر اک طرف
تسنیم و کوثر اک طرف جس میں ہیں مے و ماءِ معیں

نصف النہار خلد پر اس وقت طالع تھا قمر
جنّت کی چاروں ندیاں شوقِ زیارت میں بڑھیں

اک نہر میں شیریں تھا آب اک نہر میں تھا شیرِ ناب
اک نہر میں جاری شراب اک نہر میں تھا انگبیں

چرخ سفرنس سے بڑھے بام مکوکب پر چڑھے
نقشِ قدم پر آپ کے آنکھیں ستاروں نے ملیں

شعریٰ تھا کلبِ آستاں اور نسرِ مرغِ پرفشاں
دلو فلک اک آب پاش اور سنبلہ اک خوشہ چیں

عیوق تھا اک دیدباں بہر حصارِ آسماں
کف الخضیب اک مشعلِ دار رہ سلطانِ دیں

پھر چرخ اطلس کی طرف رفرف ہوا فرفر رواں
رفتار تھی لمح البصر یا جنبشِ چشمِ یقیں

تھا محو اسکی دید میں گردن کو پھیرے آسماں
اور دیکھتے تھے فرقدیں اس کو لگا کر دوربیں

راکب کے دل میں بھی ابھی جس کا خیال آیا نہ تھا
دل کے ارادہ سے بھی کچھ پہلے یہ جا پہنچا وہیں

اس فرّہ و تنزیہ پر آیا شہِ دیں کو نظر
الٹا ہوا جام قمر سیدھا رخِ مہرِ مبیں

مہرِ نبوّت کا شرف اس وقت ظاہر ہو گیا
یعنی زمین و آسماں ہیں شاہ کے زیرِ نگیں

تھی چرخ اطلس پر عیاں نور جبیں سے دھوپ چھاں
اللہ رے قرب و عزوشاں پہنچے کہاں سلطانِ دیں

طے کر کے راہ کہکشاں قوسین تک آئے حضور
سدرہ سے بڑھ جاتے اگر جلتے پرِ روح الامیں

دیکھی عجب تابندگی آیا خیالِ بندگی
جا کر قریب ساقِ عرش الٹی وضو کو آستیں

تا دیر سجدہ میں رہے مطلب جو دل کے تھے کہے
پھر ساجد و مسجود میں کچھ راز کی باتیں رہیں

سید کا دل تھا آئینہ اور عکس وحی کبریا
جو حرف تھا بے صوت تھا جو بات تھی وہ دلنشیں

خلعت شفاعت کا ملا حسنِ رسالت کا صلہ
پایا خطاب اللہ سے حضرت نے ختم المرسلیں

حق سے تقرب کیلئے تخصیص کیا ہے عرش کی
جلوہ ہے اس کا ہر جگہ موجود ہے وہ ہر کہیں

لیکن یہ مقصود اس سے تھا سب جان لیں پہچان لیں
ہیں مصطفےٰ کونین میں اللہ کے عہدِ گزیں

رہتا ہوں میں شام و پگاہ شہ کا ثنا خواں ہر جگہ
میری طرف بھی اک نگہ یا رحمۃ اللعالمیں۔

جس سے اُڑ جاؤں مدینے وہ ہوا کونسی ہے

(از بیخود)

جس سے پھر زخم ہرے ہوں وُہ دوا کونسی ہے
جس سے اڑ جاؤں مدینے وُہ ہوا کونسی ہے
میرے دل میں تو نہیں کوئی چمک نیکی کی
جس سے پُر نور ہو سینہ وُہ ضیا کونسی ہے
یوں تو خوشبو میں بھری یاد سحر پھرتی ہے
جس میں ہو بوئے مدینہ وُہ صبا کونسی ہے
جس سے ہوں وقت نزع مشکلیں آساں اپنی
ہاں بتا شافی محشر وُہ دعا کونسی ہے
لے لیا دہر میں بیخود نے سہارا تیرا
اِسکی اُمید بھلا تیرے سوا کونسی ہے

اے خاورِ حجاز کے رخشندہ آفتاب

(از مولانا ظفر علی خاں)

اے خاورِ حجاز کے رخشندہ آفتاب — صبح ازل ہے تیری تجلی سے فیض یاب
زینت ازل کی ہے تو ہے رونق ابد کی تو — دونوں میں جلوہ ریز ہے تیرا ہی رنگ و آب
چوما ہے قدسیوں نے تیرے آستانہ کو — تھامی ہے آسماں نے جھک کے تیری رکاب

شایاں تجھ کو سرورِ کونین کا لقب　　نازاں ہے تجھ پہ رحمتِ دارین کا خطاب
برسا ہے شرق و غرب پہ ابرِ کرم تیرا　　آدمؑ کی نسل پر تیرے احسان ہیں بےحساب
خیر البشر ہے تو تو ہے خیر الامم وہ قوم　　جن کو ہے تیری ذاتِ گرامی سے انتساب
لیکن یہ قوم آج زمانہ میں ہے ذلیل　　حالانکہ تھی تمام زمانہ میں انتخاب

مغرب کی دست برد سے مشرق ہوا تباہ
ایماں کا خانہ کفر کے ہاتھوں ہوا خراب

میرا ترانہ ہندی میری نوا حجازی

(از مجید ملک)

لائی سحر فلک سے پیغامِ پاکبازی　　اللہ کی بارگہ میں حاضر ہوئے نمازی
اُٹھ مستِ خوابِ غفلت اللہ کا نام لے کر　　ہے وقت چارہ جوئی ہے وقت چارہ سازی
خالق سے لو لگانا خلقت سے پیار کرنا　　یہ عشق ہے حقیقی، وہ عشق ہے مجازی
میں تیری جستجو میں تو بزمِ ہاؤ ہو میں　　وہ میری بیقراری، یہ تیری بے نیازی
حسن اور عشق دونوں ہیں نورِ آسمانی　　اک نور جاں نوازی اک نور جاں گدازی
میں آبشارِ کوہی، میں رودبارِ صحرا　　میرا ترانہ ہندی، میری نوا حجازی

آئی ہے آسماں سے جائیگی آسماں پر
میری سخن سرائی میری سخن طرازی

عجب بستی مدینہ ہے جہاں رحمت برستی ہے

(از امیر مینائی)

عجب بستی مدینہ ہے جہاں رحمت برستی ہے　　زیارت کو ہماری روح مدت سے ترستی ہے

تصور میں ہے تصویر محمدؐ گرد پھرتی ہے ہماری بت پرستی درحقیقت حق پرستی ہے
پری کو حور کو کیا دیکھیں تیرے دیکھنے والے کن آنکھوں میں شوخی ہے کہ کن آنکھوں میں مستی ہے
مزہ ہے زندگانی کا یادِ محبوبِ الٰہی میں جو غفلت میں بسر ہو موت سے بدتر وہ ہستی ہے
چلا چل بند آنکھیں شوق سے راہ مدینہ میں زمیں ہے صاف آئینہ بلندی اور پستی ہے

مدینے کو امیرؔ اب ہند سے چل چونک اے غافل
یہ کیسی نیند سوتا ہے یہ کیسی تیری سستی ہے

اگر ذرّے کو چاہے پل میں وہ رشکِ قمر کر دے

(از حسنؔ)

کوئی جا کر رسولؐ پاک سے میری خبر کر دے
غمِ فرقت نہیں اٹھتا ہے پتھر کا جگر کر دے
ہماری یہ شبِ فرقت الٰہی ہو گی کب حاصل
بہت بے چین ہے دل اے خدا جلدی سحر کر دے
شہنشاہِ مدینہ بس ابھی ہم کو طلب کر لیں
ہماری آہ میں خالق اگر میرا اثر کر دے
میں راضی ہوں خدا جنت میں بھیجے یا کہ دوزخ میں
اسی کی مہربانی ہے جدھر چاہے ادھر کر دے
میں جھاڑوں اپنی پلکوں سے خدایا خاک گلیوں کی
مدینے میں الٰہی گر کہیں میرا گذر کر دے
عطا کی ہے محمدؐ کو الٰہی تو نے سب طاقت
اگر ذرّے کو چاہے پل میں وہ رشکِ قمر کر دے

حسنؔ ہو جائے مستثنیٰ ابھی اک پل میں اے داور
ہمارے حال پر بھی لطف سے اک دم نظر کر دے

کملی والے مجھے کملی میں چھپالے آجا

(از بیانؔ یزدانی)

خواب میں زلف کو مکھڑے سے ہٹالے آجا — بے نقاب آج تو اے گیسوؤں والے آجا
بیکسی پر میری خوں رونے ہیں چھالے آجا — راہ میں چھوڑ گئے قافلے والے آجا
کون ہے ماہِ عرب کون ہے محبوبِ خُدا — اے دو عالم کے حسینوں سے نرالے آجا
دم تیری دید کا آنکھوں سے لگا رکھا ہے — لے رہے ہیں تیرے بیمار سنبھالے آجا
ہوں سیاہ کار میرے عیب کُھلے جاتے ہیں — کملی والے مجھے کملی میں چھپالے آجا
دیکھتے ہیں مجھے پھر پھر کے ضعیفانِ صراط — ڈگمگاتے ہیں قدم کون سنبھالے آجا
وقف ہے تیرے لئے دولتِ کنزاً مخفی — کُھل گئے ہفت سماوات کے تالے آجا
پہنچا محبوب تو مشاطۂ رحمت نے کہا — خلعتِ از میں لے ناز کے پالے آجا
حق نے خوش ہو کے تجھے ساری خدائی بخشی — اپنے بندوں کو کیا تیرے حوالے آجا
سنگِ وحدت ہے یہاں غنچۂ خلوت ہے یہاں — اے گُلِ گلشنِ لولاک نہالے آجا

صورتِ لالہ ہے پُر داغ بیانؔ کا سینہ
پڑ رہے ہیں تیرے بیمار کے لالے آجا

دیکھو! وہ شفاعت کے لئے آئے محمدؐ

(از کریمیؔ)

کہتا تھا خدا دل میں نہ گھبرائے محمدؐ — بخشوں گا اسی کو جسے فرمائے محمدؐ

موسےٰ کی ہوئی تا جبل طور رسائی — اور عرش معلےٰ پہ رکھی جائے محمدؐ
عیسےٰ کو ہوا چرخ چہارم پہ ٹھکانا — تا پایۂ قوسین گئے پائے محمدؐ
یوسف پہ تو عاشق تھی زلیخا ہی زلیخا — یاں خالق و مخلوق ہیں شیدائے محمدؐ
جبرئیل محمدؐ ہے میرے عرش کا تارا — اور ماہِ فلک نور تجلائے محمدؐ
ایک ایک کو بخشوں گا سرِ عرصۂ محشر — اُمت کی خطاؤں سے نہ شرمائے محمدؐ
دامن میں چھپا لو مجھے دامن میں چھپا لو — پردہ میرے عیبوں کا نہ کھل جائے محمدؐ
غل ہوگا یہ محشر میں کہ اُمتِ عاصی — دیکھو وہ شفاعت کے لئے آئے محمدؐ

فرمائیگا یہ محشر میں کریمی سے یہ مولا
چاہے جسے فردوس میں لے آئے محمدؐ

قدموں میں مصطفےٰ کے میرا مزار ہوتا

(از اکبر)

قدموں میں مصطفےٰ کے میرا مزار ہوتا — وہ خاک پاک ہوتی میں خاکسار ہوتا
قدموں میں تیرے گریا گلیوں میں تیری پھرتا — کبھی جاں نثار ہوتی کبھی اشکبار ہوتا
مولا مِرے مجھے تم روضہ پہ گر بلاتے — کیوں زار زار روتا کیوں بے قرار ہوتا
غفار بخش دیتا گر تم اشارہ کرتے — میرا جہازِ عصیاں طوفاں سے پار ہوتا
مولا میری خبر لو گمراہ ہو چلا ہوں — کچھ اپنی زندگی کا نہیں اعتبار ہوتا
یہ بھلا ہوا کہ تو نے مجھے بخشوا یا ورنہ — میری برائیوں کا کیونکر شمار ہوتا

ہے جاں بلب یہ اکبر ترے عشق میں چُور ہو کر
تیرا مزار ہوتا یہ جاں نثار ہوتا

انبیاء دھوم مچاتے ہیں کہ وہ آتے ہیں

(از ظہیری)

مژدے ہر سو سے یہ آتے ہیں کہ وہ آتے ہیں
انبیاء دھوم مچاتے ہیں کہ وہ آتے ہیں

عالمِ قدس میں ہے شور کہ وہ آتے ہیں
کہتے جبرئیل یہ جاتے ہیں کہ وہ آتے ہیں

حوریں جنت سے نکل پڑتی ہیں اللہ رے خوشی
جبکہ رضواں یہ سناتے ہیں کہ وہ آتے ہیں

آج معراج میں اللہ سے باتیں ہونگی
یہ ملک سب کو جتاتے ہیں کہ وہ آتے ہیں

مر گیا ہجرِ نبیؐ میں ہوں لحد میں رکھ دو
واں نکیرین سناتے ہیں کہ وہ آتے ہیں

میں تو خود فرقتِ احمدؐ میں مرا جاتا ہوں
لوگ کیوں مجھ کو ستاتے ہیں کہ وہ آتے ہیں

جاں نکلنے کا بہانہ ہے بہانہ اچھا
ملک الموت سناتے ہیں کہ وہ آتے ہیں

کر دیا شق قمر جس نے اشارہ کر کے
ماہِ نو ساتھ ہمیں لاتے ہیں کہ وہ آتے ہیں

کب سے ہے منتظرِ دید ظہیری اُن کا
دیکھیے پاس بلاتے ہیں کہ وہ آتے ہیں

واہ کس شان سے محبوب ہمارا نکلا

(از امیر)

واہ کس شان سے محبوب ہمارا نکلا
دھوم افلاک پہ ہے عرش کا تارا نکلا

رات دن لاتے ہیں جبرئیل سلام و پیام
جس پہ عاشق ہیں وہ اللہ کا پیارا نکلا

نزع میں جلوۂ محبوبِ الٰہی دیکھا
شکر ہے ایک تو ارمان ہمارا نکلا

پھر گئی آنکھ میں اس ماہِ نبوت کی چمک
جب چمک کر کوئی گردوں پہ ستارا نکلا

ورد ہیں شافعِ محشر جو مجھے یاد آیا
مغفرت کے لئے یہ خوب سہارا نکلا

گئے جبریل جو فردوس میں لینے کو براق — ناز کرتا ہوا وہ شوخ خود آرا نکلا
آپ جو پیدا ہوئے چرخ پہ انجم نے کہا — یہ نیا آمنہؓ کے گھر میں ستارا نکلا
ہوئیں یعقوب کی آنکھیں جو دوبارہ روشن — وہ بھی حضرت ہی کا در پردہ اشارہ نکلا
شب معراج پھرے آپ تو یہ شور ہوا — ڈوب کر ابر میں پھر چاند دوبارہ نکلا
مژدہ بخشش کے لیے خلد سے حوریں آئیں — مرتے دم منہ سے جہاں نام تمہارا نکلا

اک جہاں قلزم آفات میں ڈوبا تھا امیر
جس نے اخلاص سے حضرت کو پکارا نکلا

جب عرب کے چمن میں وہ نور خدا ہر طرف جلوہ اپنا دکھانے لگا

(از اکبر)

جب عرب کے چمن میں وہ نور خدا ہر طرف جلوہ اپنا دکھانے لگا
کفر غارت ہوا بت گرے ٹوٹ کر منہ پہاڑوں میں شیطان چھپانے لگا
بدلیاں رحمتوں کی گرجنے لگیں نوبتیں شادمانی کی بجنے لگیں
دین کی فوج ہر سمت سجنے لگیں پرچم اسلام کا جگمگانے لگا
قصر کسریٰ کے کنگرے گرنے لگے ڈوبتے کلمہ پڑھ پڑھ کے ترنے لگے
آگ آتشکدوں کی بجھانے لگا سوکھے ساون میں پانی بہانے لگا
پھر تو بحر شریعت سے موجیں اٹھیں چار جانب نبوت کی فوجیں بڑھیں
خاص اللہ سے باتیں ہونے لگیں پاس روح الامیں آنے جانے لگا
کیا بشر کیا ملک کیا زمیں کیا فلک عرش سے فرش تک شرق سے غرب تک
دیکھ کر نور حق ہر کوئی یک بیک آمد آمد کا مژدہ سنانے لگا
ہر طرف نور ایزد ہویدا ہوا جس نے دیکھا وہی دل سے شیدا ہوا

جب عرب میں وہ محبوب پیدا ہوا ہو گئے جتنے حسین تھے گھٹانے لگا
ساتھ ابو بکرؓ، عثمانؓ، عمرؓ اور علیؓ خرج تن پاک پہنچے گلی در گلی
دل میں یہ مدعا ہے خدا کرے بھلی مُنہ سے ہر ایک سے کلمہ پڑھانے لگا
جیسے تاروں میں جلوہ ہو مہتاب کا وہ باندھ کر چار اصحاب کا
سیدھا رستہ کسی کو بتانے لگا، دل کسی کا ادا سے لبھانے لگا
کیوں کر بھینی بھینی وہ خوشبوئے تن دیکھ کر رنگِ رحمت چمن در چمن
کہہ کے انت نبی پڑھ کے صل علی بُلبُل خوشنوا چہچہانے لگا
موم پتھر ہوا بول اُٹھے جانور اُلٹا سورج پھرا ہو گیا شق قمر
رفع حاجت کو اک جا کیے دو شجر سوکھے جنگل میں چشمے بہانے لگا
اکبرِ خستہ کی ہیں یہ چار التجا ان میں پوری تو ہو کوئی بہرِ خدا
یا تو جلوہ دکھا یا مدینے بلا ورنہ تسکین دے دل ٹھکانے لگا

مجھے بھی حبیب خدا بخشوانا

(از اکبر)

مجھے بھی حبیب خدا بخشوانا
نہ تم سا ملا کوئی دیکھا زمانہ
اندھیرے میں مرقد کے گھبرا نہ جاؤں
مجھے چاند سی اپنی صورت دکھانا
بہت سخت ہے گرمیٔ روزِ محشر
مرے سر پہ رحمت کا ہو شامیانہ
بھڑکتی ہے دوزخ نکلتے ہیں شعلے
جلائیں جلا میں بچانا بچانا
خضر تم کوئی راہ ایسی بتا دو
مدینہ میں ہو رات دن آنا جانا
پڑا رہنے دے گرد اپنے مکان کے
کہاں ہے تیرے عاشقوں کا ٹھکانا
کبھی اسودِ پاک پر بوسہ دینا
کبھی زمزمہ آب زمزم پہ گانا

اے ابرِ کرم اب تو رحمت کا کوئی چھینٹا
ارمانوں کی سب کھیتی حسرت نے جلا ڈالی

اس روضے پہ اے اکبر فردوس کے پھولوں کی
طاقتوں میں بچھا ڈالی جالی بھی بنا ڈالی

درِ مصطفیٰ سنگِ موسیٰ نہیں ہے

(از بیانؔ یزدانی)

درِ مصطفیٰ سنگِ موسیٰ نہیں ہے — یہاں عرش ہے طورِ سینا نہیں ہے
چلو وادیٔ عشق میں پا برہنہ — یہ جنگل وہ ہے جس میں کانٹا نہیں ہے
عرب میں عجم میں زمیں پر فلک پر — کہاں آپ کا بول بالا نہیں ہے
کجا سیرِ احمدؐ کجا سیرِ موسیٰ — یہاں چرخِ نیلی ہے دریا نہیں ہے
خدا کی طرح وہ بھی ہے نور یکتا — نظر اس کی کیا جس کا سایہ نہیں ہے
قیامت میں دوں کس طرح چھوڑ دامن — کہ اس بھیڑ میں میرا کوئی نہیں ہے
کہاں روئے احمدؐ کہاں ماہِ تاباں — یہ وہ حسن ہے جس میں دھبا نہیں ہے
رُکے شاہ تو پردے سے آواز آئی — کہ پردے میں آ تجھ سے پردا نہیں ہے
نظر ڈھانپ کے کھول دے چشمِ دل کو — کہ آگے حقیقت ہے دھوکا نہیں ہے
ہے گنجِ سخن بلبلو گل کی خلوت — یہاں کام زاغ البصر کا نہیں ہے
کہا پھر تو آغوشِ رحمت میں لے کر — جو تیرا نہیں ہے وہ میرا نہیں ہے
بیاں کیا کروں سیرِ اسرا کی باتیں — سِرا سترِ نہاں کا پیدا نہیں ہے
یہ ہے کیا کہوں عالمِ گوں مگوں سے — خدا جانے کیا بھید ہے کیا نہیں ہے
رکھوں کس سے امیدِ الطاف شاہا — بیاںؔ کا کوئی اور مولا نہیں ہے

رواں زباں پہ محمدؐ کا نام ہو جائے

(از دردی)

اگر مدینہ ہمارا مقام ہو جائے — تو سب اُمیدوں کا قصہ تمام ہو جائے
جو دل فدائے خیر الانام ہو جائے — تو جاں نثاروں میں اپنا بھی نام ہو جائے
جو وردِ اپنا درود و سلام ہو جائے — حصولِ قربِ رسولِ کرامؐ ہو جائے
مروں جو عشقِ نبیؐ میں رہِ مدینہ میں — بڑا ہو شرف شہیدوں میں نام ہو جائے
تیری جناب میں یا ربّ التجا ہے میری — نصیب سجدۂ بیت الحرام ہو جائے
بلالو ہند سے یثرب میں ساقیٔ کوثر — یہیں نہ عمر کا لبریز جام ہو جائے
رُکے جو نزع کے عالم میں دم میرا یا رب — رواں زباں پہ محمدؐ کا نام ہو جائے
جو نبض دیکھے مریض غمِ محمدؐ کی — تڑپ تڑپ کے مسیحا تمام ہو جائے
ملے جو مرہم خاکِ درِ حبیبِ خدا — تو زخمِ دل کو میرے التیام ہو جائے
پڑھیں درود جو شوقِ لقائے حضرتؐ میں — تو سب کو خواب میں دیدار عام ہو جائے

سُنا ہے ہم نے مدینہ کا وہ غنی ہے دھنی
وہیں پہ چل تو اے دردی کہ کام ہو جائے

میرے مولا پہنچا دو مدینے مجھے

(از نور)

میرے مولا پہنچا دو مدینے مجھے
غمِ ہجر تو دے گا نہ جینے مجھے

مر نہ جاؤں ہند میں روتا ہوا اے کبریا — ہے تیری درگاہ میں ہر وقت یہ میری دعا

جس طرح سے ہو سکے مجھ کو مدینے دے پہنچا
اپنی چشموں سے کروں میں صاف رہ دشت ابنیار
یہی کام ہو بارہ مہینے مجھے
میرے مولا پہنچا دو مدینے مجھے

غم ہجر تو دے گا نہ جینے مجھے

شافع محشر تمہیں ہو اور حبیب ذوالجلال
ہم گنہگاروں کی جانب بھی ذرا کیجو خیال
حشر میں رسوا نہ ہو آقا میرے اعمال
ہم پہ بھی نظر کرم ہو صورت حضرت بلال رض
لا دو رات کو خواب میں سینے مجھے
میرے مولا پہنچا دو مدینے مجھے

غم ہجر تو دے گا نہ جینے مجھے

رنج و غم درد و الم نے اور چرخ پیر نے
یاس نے حسرت نے بیتابی نے اور تقدیر نے
آہ نے فریاد نے اور نالہ شبگیر نے
بیکسی ارمان نے اور اس دل تشہیر نے
جی بھر کے سبھی نے ستایا مجھے
میرے مولا پہنچا دو مدینے مجھے

غم ہجر تو دے گا نہ جینے مجھے

چھوڑ کر دنیا کے جھگڑے میں یہیں سب جاؤنگا
پھر نہ آؤنگا دوبارہ لوٹ کر جب جاؤنگا
پا برہنہ ہند سے میں سوئے یثرب جاؤنگا
اے دل مضطر نہ گھبرا میں عرب کو جاؤنگا
کیا یاد ہے میرے نبی نے مجھے
میرے مولا پہنچا دو مدینے مجھے

غم ہجر تو دے گا نہ جینے مجھے

بوئے زلف انبیا لے کر اڑی باد نسیم
کچھ چمن میں لی گلوں نے اور کچھ لیگی شمیم
صورت نرگس رہا میں دیکھتا گویا عظیم
کیا تماشہ ہے تیری قدرت کا اے قادر کریم
دیا ایک نہ ذرہ کسی نے مجھے
میرے مولا پہنچا دو مدینے مجھے

غم ہجر تو دے گا نہ جینے مجھے

میرے مولا پہنچا دو مدینے مجھے

کیوں ناخدائے اُمّت تاخیر ہو رہی ہے

(از شایق)

عشقِ نبیؐ کی دل پر تاثیر ہو رہی ہے
یہ مُشتِ خاک اپنی اکسیر ہو رہی ہے

وصفِ رُخِ محمدؐ تحریر ہو رہی ہے
یعنی کتابِ حق کی تفسیر ہو رہی ہے

شمس الضحٰے وُہ چہرہ بدر الدجیٰ وُہ عارض
نورِ خُدا کی روشن تفسیر ہو رہی ہے

واللیل زلفِ مشکیں ہے دامِ طائرِ دل
مشکِ ختن کی جس سے تشہیر ہو رہی ہے

جو ابروئے مبارک محرابِ عاشقاں ہے
وُہ کفر کے گلے پر شمشیر ہو رہی ہے

اِس رشکِ حسنِ یوسف کو دیکھ کر زلیخا
حیرت کی اک مجسّم تصویر ہو رہی ہے

بحرِ گناہ میں میری کشتی ہے ڈوبنے کو
کیوں ناخدائے اُمّت تاخیر ہو رہی ہے

اب کیمیا کے پیچھے مت خاک چھان اے دل
خاکِ درِ محمدؐ اکسیر ہو رہی ہے

دیکھو یہ جذبِ الفت بعد از فنا لحد میں
جلوہ نما نبیؐ کی تصویر ہو رہی ہے

خلقِ عظیم دیکھو محبوبِ کبریا کا
خلقت اسیرِ دامِ تسخیر ہو رہی ہے

لکھ شوق دل سے شایقؔ وصفِ حبیبِ ایزد
نامہ میں تیرے نیکی تحریر ہو رہی ہے

بشر نورِ ربّ العلےٰ بن کے آیا

(از اکبر)

بشر نورِ ربّ العلےٰ بن کے آیا
نئے رنگ میں جا بجا بن کے آیا

کہیں لالہ و گل کہیں چاند سورج
تجلائے ارض و سما بن کے آیا

کہیں انبیا بن کے شکلیں دکھائیں
کہیں صورتِ اولیا بن کے آیا

کبھی شکل موسیٰؑ کبھی شکل عیسیٰؑ — کبھی یوسفؑ مہ لقا بن کے آیا
کبھی بن کے مجنوں پھرا کوہ و صحرا — کبھی لیلےٰ دل ربا بن کے آیا
ہے تیرے بگڑنے میں کیا کیا بناوٹ — جو بگڑا نئی شان کا بن کے آیا
بڑے کھیل کھیلے بہت روپ بدلے — زمانے میں بہروپیا بن کے آیا
کیا عاشقوں کو گرفتار گیسو — حسینوں کی بانکی ادا بن کے آیا
اگر لہر آئی بنا شکل گوہر — جو موج آ گئی بلبلا بن کے آیا
کیا بلبلوں کو اسیرِ محبت — چمن میں گل خوشنما بن کے آیا
بہت گل کھلے ہیں مگر اس چمن میں — بہار آئی جب مصطفےٰ بن کے آیا
بنے اولیار انبیار سب براتی — جب دولھا حبیب خدا بن کے آیا

محبت کی میراث اکبرؔ کو بخشی
جو وارثِ حق نما بن کے آیا

تم خدا کے ہو خدائی ہے تمہاری ساری

(از کیفؔ)

بزمِ کونین نمائش ہے تمہاری ساری — حق نے یہ بزم تمہیں سے تو سنواری ساری
پاس عاشق کے جو شئے ہے وہی معشوق کی ہے — تم خدا کے ہو خدائی ہے تمہاری ساری
سب نبی نورِ محمدؐ سے ہوئے ہیں پیدا — اسی دریا سے یہ نہریں ہوئی جاری ساری
عجز اللہ رے تمہارا کہ صلح کل ہو کر — زندگی اپنی غریبوں میں گذاری ساری
تم بنا دو جو قیامت میں تو بن جائے گی — ورنہ بگڑی ہوئی باتیں ہیں ہماری ساری
خلق تو جرم کرے اور خدا فضل کرے — سچ تو یہ ہے کہ یہ خاطر ہے تمہاری ساری
اچھے اُنکے ہیں تو اے کیفؔ برے کس کے ہیں — اپنی اُمت ہے محمدؐ کو پیاری ساری

مدد اے شوق کہ پیچھے میں رہا جاتا ہوں

(از نامعلوم)

جب مدینے کا مسافر کوئی پا جاتا ہوں
حسرت آتی ہے یہ پہنچا میں رہا جاتا ہوں

المدد المدد اے شافعِ روزِ محشر
بوجھ بھاری ہے گناہوں کا دبا جاتا ہوں

ہے زیارت پہ فقط غش سے افاقہ موقوف
آپ آتے ہیں تو میں آپ میں آجاتا ہوں

دو قدم بھی نہیں چلنے کی ہے طاقت مجھ میں
شوق کھینچے لئے جاتا ہے کہ میں جاتا ہوں

قافلے والے چلے جاتے ہیں آگے آگے
مدد اے شوق کہ پیچھے میں رہا جاتا ہوں

کاروانِ رہِ طیبہ میں ہوں آوازِ درا
سب میں شامل ہوں مگر سب سے جدا جاتا ہوں

اس لئے تا نہ ملے روکنے والوں کا پتہ
محو کرتا ہوا نقشِ کفِ پا جاتا ہوں

اے چہرۂ زیبائے تو رشکِ بتانِ آزری

(از خسرو)

اے چہرۂ زیبائے تو رشکِ بتانِ آزری
ہر چند وصفت میکنم لیکن تو چیزے دیگری

تو از پری چابک تری وز برگِ گل نازک تری
وز ہر چہ گویم بہتری حقا عجائب دلبری

آفاقہا گردیدہ ام مہرِ بتان ورزیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

عالم ہمہ یغمائے تو خلقِ خدا شیدائے تو
آں نرگسِ رعنائے تو آوردہ رسمِ دلبری

ہرگز نیاید در نظر صورت ز رویت خوبتر
شمسی ندانم یا قمر یا زہرۂ یا مشتری

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تاکس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

خسرو غریب است و گدا افتادہ در شہرِ شما
باشد کہ از بہرِ خدا سوئے غریباں بنگری

صَلِّ علیٰ نبیّنا صَلِّ علیٰ محمّدٍ

(از محسنؔ)

صَلِّ علےٰ نبیّنا صَلِّ علیٰ محمّدٍ　　صَلِّ علےٰ حبیبنا صَلِّ علےٰ محمّدٍ
صَلِّ علیٰ رسُولنا صَلِّ علیٰ محمّدٍ　　صَلِّ علیٰ شفیعنا صَلِّ علےٰ محمّدٍ

وِردِ زباں یہ رکھ و لا صَلِّ علےٰ محمّدٍ　　صَلِّ علےٰ نبیّنا صَلِّ علےٰ محمّدٍ
وُہ سَرِ پاک مصطفےٰ سرِّ خدا ہے سر بسر　　نورِ جمالِ کبریا صَلِّ علےٰ محمّدٍ
ہے یہ خطا کہ زلف کو مُشکِ ختن سے دُوں مثال　　زلف کی بُو ہے جانفزا صَلِّ علیٰ محمّدٍ
سر نہ جھکا دیں کس طرح جنّ و ملک بجان و دل　　ہے وُہ جبینِ خوشنما صَلِّ علیٰ محمّدٍ
ابرو کے ہیں ہلال دو ماہِ صیام ماہِ عید　　جس نے کہ دیکھا خوش ہُوا صَلِّ علیٰ محمّدٍ
چشمِ حیا تھی آپ کی اَیسی کہ خود حیا نے دیکھ　　پردہ میں منہ چھپا لیا صَلِّ علیٰ محمّدٍ
گوشِ مبارک آپکے سُننے کے واسطے بنے　　معنیٔ حق کا مدعا صَلِّ علےٰ محمّدٍ
بینیٔ پاک کا وُہ خط مثلِ الف ہے یا قلم　　آپ خُدا نے ہے لکھا صَلِّ علےٰ محمّدٍ
بینی کے منخرین پر کیوں نہ ہوں دل سے میں فدا　　ہیں وُہ دو چشمے جا بجا صَلِّ علےٰ محمّدٍ
کیا میرا منہ ثنا کروں اُنکی لب و دہن کی ہیں　　آبحیات ہے سدا صَلِّ علےٰ محمّدٍ
بات میں جو مٹھاس تھی آپکی وہ کہاں بھلا　　قند و نبات میں مزا صَلِّ علےٰ محمّدٍ
دانتوں کی آب و چمک وہ تھی کہ اپنے آپ کو　　آبِ گہر نے لی چھپا صَلِّ علیٰ محمّدٍ
نورِ تھا ریش میں وہ کچھ زرد تھا جس کے رو برو　　رشکِ شعاعِ مہر کا صَلِّ علیٰ محمّدٍ
جلوہ روئے پاک میں نورِ خدا کا تھا ظہور　　جس نے کہ دیکھا یہ کہا صَلِّ علیٰ محمّدٍ
دست بنے تھے آپ کے بہرِ دعائے مذنبیں　　منہ کی قبول تھی دُعا صَلِّ علیٰ محمّدٍ
اُنگلیاں پانچوں آپکی وقت نماز کے ہیں پانچ　　ہاتھ رکن ہے شرع کا صَلِّ علیٰ محمّدٍ

صاف تو یوں ہے آئینہ ایسا کہاں ہے پاک صاف
سینہ تھا جیسا آپ کا صلِّ علیٰ محمدٍ

خالی ہوا وہ حرص سے نعمتِ حق سے بر شکم
گرسنہ حق کی دید کا صلِّ علیٰ محمدٍ

نافِ زمیں سے عرش تک بو سے ہے ناف کی مہک
نافہ میں ایسی بو کجا صلِّ علیٰ محمدٍ

محسنؔ اب آگے ہو خموش زانو دبا کے کر ثنا
آگے ادب کی ہیگی جا صلِّ علیٰ محمدٍ

سر کو دہن کے کہتی تھی شمع زبانِ حال سے
آپکی دیکھ کے ساقِ پا صلِّ علیٰ محمدٍ

پاؤں تھا قائم آپ کا وہ رہِ مستقیم پر
حق سے ذرا نہیں ڈگا صلِّ علیٰ محمدٍ

جسمِ مبارک آپکا ہاتھ سے حق کے تھا بنا
سر سے تھے لیکے تا بپا صلِّ علیٰ محمدٍ

رنگ ملیح آپ کا لیکے عرب سے تا عجم
شور جہاں میں ہے پڑا صلِّ علیٰ محمدٍ

عرش کو رتبہ تب ملا جبکہ قلم نے لوح پر
سر کو جھکا کے یہ لکھا صلِّ علیٰ محمدٍ

وہ ہے شفیعِ عاصیاں وہ ہے رحیم اور کریم
ایسا ہوا نہ ہووے گا صلِّ علیٰ محمدٍ

انبیاء اولیا ہی سب پڑھتے نہیں فقط درود
کہتا ہے اُن پہ خود خدا صلِّ علیٰ محمدٍ

خاک کر محسنؔ آپ کو لیکے پہنچ مدینے کو
روضہ پہ چل کے پڑھ سدا صلِّ علیٰ محمدٍ

وصلی اللہ علیٰ نورٍ کزو شد نورہا پیدا

(از مولانا جامی)

وصلی اللہ علیٰ نورٍ کزو شد نورہا پیدا
زمیں از حبِّ او ساکن فلک از عشق او شیدا

ازو در ہر تنے ذوقے وزو در ہر دلے شوقے
ازو بر ہر زبان ذکرے زو در ہر سرے سودا

محمد احمد و محمود وے را خالقش بستود
ازو شد جودِ ہر موجود زو شد دیدہ ہا بینا

اگر نام محمد را نیاوردے شفیع آدم
نہ آدم یافتی توبہ نہ نوح از غرق نجّینا

نہ ایوب از بلا راحت نہ یوسف حشمت و شوکت
نہ عیسیٰ آں مسیحا دم نہ موسیٰ آں ید بیضا

دو چشم نرگسینش را کہ مَازَاغَ الْبَصَر خوانند | دو زلف عنبرینش را کہ وَاللَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی
بوصفش سورۂ طٰہٰ مزمّل ہم دگر یٰسین | بموجوداتِ عالیذات تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا

زہے سینہ اش جامیؔ اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ برخواں
زمعراجش چہ میخوانی کہ سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی

زہے نصیب مدینہ مقام ہو جائے

(از امیرؔ)

زہے نصیب مدینہ مقام ہو جائے | درِ رسول پہ حاضر غلام ہو جائے
مدینے جاؤں اور آؤں دوبارہ پھر جاؤں | تمام عمر اِسی میں تمام ہو جائے
تیری جنابِ مقدس میں سرورِ عالم | قبول میرا درود و سلام ہو جائے
مدینے جاؤں تو پلکوں سے خاک بھی جھاڑوں | الٰہی اس کا کوئی انتظام ہو جائے
بشر وہ کیسے نہ عالی مقام ہو جائیں | قبول جن کا درود و سلام ہو جائے
خدا نے ہاتھ سے اپنے بنائی ہے صورت | جو دیکھ لیوے تو یوسف غلام ہو جائے
جو جان جائے شہیدی کی طرح روضے پر | تو عاشقانِ محمدؐ میں نام ہو جائے

بلا لو جلد مدینے کہ ہے امیرؔ کو خوف
کہیں نہ عمرِ دو روزہ تمام ہو جائے

ترحم یا نبی اللہ ترحم

(از مولانا جامیؔ)

زمہجوری برآمد جانِ عالم | ترحم یا نبی اللہ ترحم
نہ آخر رحمۃٌ لِّلعالمینی | زمحروماں چرا فارغ نشینی

زخاک اے لالۂ سیراب برخیز — چو نرگس خواب چند از خواب برخیز
بروں آور سر از بردِ یمانی — کہ روئے تست صبح زندگانی
شبِ اندوہ مارا روز گرداں — ز رویت صبح ما فیروز گرداں
بہ تن در پوش عنبر بوئے جامہ — بسر بر بند کافوری عمامہ
فرود آویز از سر گیسواں را — فگن سایہ بپا سرو رواں را
ادیمِ طائفی نعلینِ پا کن — شراک از رشتۂ جانہائے ما کن
جہانے دیدہ کردہ فرشِ راہ اند — چو فرشِ اقبالِ پابوس تو خواہند
ز حجرہ پائے در صحن حرم نہ — بفرق خاکِ رہ بوساں قدم نہ
بدہ دستے ز پا افتادگاں را — بکن دلداری دلدادگاں را
اگرچہ غرق دریائے گناہیم — فتادہ خشک لب بر خاک راہیم

تو ابرِ رحمتی آں بہ کہ گاہے
کنی بر حالِ لب خشکاں نگاہے

قافلے جبکہ مدینے کی طرف جاتے ہیں

(از مسکین)

قافلے جبکہ مدینے کی طرف جاتے ہیں — اپنی محرومی پہ ہم روتے ہیں شرماتے ہیں
گرچہ ساماں نہیں ظاہر میں مہیا لیکن — بیکسوں کی وہ مدد غیب سے فرماتے ہیں
طاقتِ ضبط نہیں ہے تو چلا بسم اللہ — نفس و شیطان مجھے مکر سے بہکاتے ہیں
رات دن رکھتے ہیں دل میں یہ تمنا اپنے — ہم سے محتاجوں کو کب دیکھیے بلواتے ہیں
وہ مبارک ہو شہنشاہ کا روضہ آیا — عرش سے جنکی زیارت کو ملک آتے ہیں
کیا ہے اس شاہ رسل کا بھی جلالی دربار — بادشاہاں جہاں رعب سے تھراتے ہیں

کیا یہ دربار ہے دربار حبیبِ رحمت
فیض اس در سے بھی جن و بشر پاتے ہیں

خواب میں کاش مجھے دولتِ دیدار ملے
چاہتے ہیں جسے دیدار وہ دکھلاتے ہیں

گرچہ اعمال بُرے ہیں ترے مسکینؔ لیکن
شکر ہم سگ اسی درگاہ کے کہلاتے ہیں

ابرِ رحمت کی وُہ محشر میں گھٹائیں آئیں

(از نامعلوم)

ابرِ رحمت کی وُہ محشر میں گھٹائیں آئیں
چین اُمت کو ملا سرد ہوائیں آئیں

خلد سے قبر میں زائر کی ہوائیں آئیں
حوریں فردوس سے لینے کو بلائیں آئیں

درِ شہ سے وُہ اجابت کی ندائیں آئیں
دوڑتی ناز سے اُمت کی دعائیں آئیں

دامنِ مغفرتِ حق میں چلیں چھپنے کو
مجھ سے رخصت کیلئے میری خطائیں آئیں

وزنِ اعمال سے رحمت نے بچایا ہم کو
ہے یہ کثرت کہ نہ میزان میں خطائیں آئیں

مُنہ لگایا جو انہیں مغفرت و رحمت نے
ناز کرتی ہوئی محشر میں خطائیں آئیں

شرم سے میری خطائیں تو چھپی تھیں یارب
تیری رحمت نے کہا سامنے آئیں آئیں

بے کفن دیکھ کے لاشہ ترے دیوانہ کا
حُوریں جنت سے لئے اپنی ردائیں آئیں

رنگ رفتہ یہ مرا ساتھ اُڑا لائی ہیں
سرخرو کرنے کو طیبہ کی ہوائیں آئیں

روکتا کون نہ تھے رحمتِ عالم موجود
اُمتوں پر جو عذاب آیا بلائیں آئیں

سرنگوں ہے جو درِ شہ پہ ہمارے آگے
چرخ کو یاد مگر اپنی جفائیں آئیں

ہے کوئی بخشنے والا بھی گنہگاروں کا

(از حافظ)

تو ہی شافع ہے قیامت میں گنہگاروں کا   چارہ گر تیرے سوا کون ہے بیچاروں کا
طعنہ سُن سُنکے بس کہتا ہوں نکوکاروں کا   ہے کوئی بخشنے والا بھی گنہگاروں کا
جلد ہنگامۂ محشر میں خبر لو مولے   مُنہ ذرا سا نکل آیا ہے گنہگاروں کا
ہے ابھی عشقِ نبیؐ کا میرے دل سے یہ کلام   حال ہوتا ہے یہی تازہ گرفتاروں کا
آبرو آج ترے ہاتھ ہے اے داورِ حشر   مجمع عام ہے اور ساتھ ہے فیندارُں کا
ایک سا کوچہ حضرت کا ہے سودا شب و روز   سر سے ٹلتا نہیں سایہ کبھی دیواروں کا
دیدیا دیکھکے دُنیا کے طبیبوں نے جواب   اب تو اللہ ہی ہے والی تیرے بیماروں کا
مستحقانِ شفاعت کی جو فہرست لکھو   نام عنوان یہ ہو ہم سے سیاہ کاروں کا
جو کہ اس غم سے ہے فارغ نہ ہو غم سے فارغ   دل رہے شاد اماموں کے عزاداروں کا
اور معشوق تو عشاق سے کرتے ہیں گریز   تو وہ مطلوب ہے طالب ہے طلبگاروں کا
خوب اے شرم گنہ کام بنایا تو نے   ہوگیا رنگ سفید اڑکے سیاہ کاروں کا
خواب میں بند ہوں آنکھیں تو میں دیکھوں اُنکو   ہوکے بیہوش کروں کام میں ہشیاروں کا

پڑھتے ہیں میری غزل کرکے تخلص تبدیل
حافظ ہے ان دنوں شیوہ یہی عیاروں کا

کس کے آنیکی فلک پر ہے خبر آج کی رات

(از امیر)

کس کے آنیکی فلک پر ہے خبر آج کی رات   آنکھ سورج سے ملاتا ہے قمر آج کی رات

شبِ معراج ہے محبوب کی خوش ہو مومن — ساری اُمّت پہ ہے رحمت کی نظر آج کی رات
شاخیں طوبیٰ کی قدم چومتی ہیں جھک جھک کے — فیضِ مقدم سے ہیں سرسبز شجر آج کی رات
دیکھو جنت میں جو انا اِن چمن کے جوبن — ٹپکے ہی پڑتے ہیں شاخوں سے ثمر آج کی رات
کہکشاں کہتی ہے قسمت کا ستارا چمکا — ہوگا اس راہ سے حضرت کا گذر آج کی رات
نیک و بد سب پہ برابر ہے عنایت کی نگاہ — خشک کانٹے بھی ہوئے ہیں گلِ تر آج کی رات
ہے سرِ شام سے رحمت کے فرشتوں کا نزول — لیلۃ القدر ہے عالم میں مگر آج کی رات
حوریں فردوس سے نکلی ہیں نچھاور کرنے — سر پہ رکھے طبقِ لعل و گہر آج کی رات
بابِ رحمت کی طرح بابِ اجابت ہے کھلا — مانگ لے جس کو ہو جو مدِ نظر آج کی رات
رد نہ ہوگا کسی محتاج کا تا صبح سوال — خود ہے مشتاق دعاؤں کا اثر آج کی رات
سر پہ سلطانِ دو عالم کے ہے سایہ کرنا — سب ملک بیٹھے ہیں کھولے ہوئے پر آج کی رات
لکھوں معراج کے مضموں بنا کر میں قلم — ہاتھ آئیں پرِ جبریل اگر آج کی رات
زینتِ دوشِ شفاعت کا ہوا خلعتِ خاص — پٹکا رحمت کا ہوا زیبِ کمر آج کی رات
جو مقرب ہیں فرشتے وہ کھڑے ہیں تہِ عرش — بہرِ تعظیم جھکائے ہوئے سر آج کی رات
شوقِ پابوسی میں ہیں آپے سے باہر دونوں — دل ہے بس میں نہ ہے قابو میں جگر آج کی رات
ذکر اس ماہِ نبوت کا یہاں ہوتا ہے — گھر ہے میرا صفتِ برجِ قمر آج کی رات

روشنی پھیلی ہے خورشیدِ رسالت کی امیر
میرے گھر شام سے مہمان ہے سحر آج کی رات

بحرِ حقیقت نورِ سراسر صلے اللہ علیہ وسلم

(از طالب)

بحرِ حقیقت نورِ سراسر صلے اللہ علیہ وسلم — شافعِ محشر حق کے پیمبر صلے اللہ علیہ وسلم

رحمتِ داورِ مالکِ کوثر سرورِ اکبر حق کے پیمبر
بسکہ دلاور خلق کے افسر صلی اللہ علیہ وسلم

فخرِ سلیماں مہرِ درخشاں سروِ خراماں زیبِ گلستاں
باعثِ ایماں ہادیٔ رہبر صلی اللہ علیہ وسلم

ہادیٔ اُمت صاحبِ جنت سایۂ رحمت چشمِ مروت
مصحفِ صورت نہر سراسر صلی اللہ علیہ وسلم

تارکِ دُنیا مالکِ عقبیٰ حرمتِ عیسیٰ عزتِ موسیٰ
از ہمہ اعلےٰ از ہمہ بہتر صلی اللہ علیہ وسلم

نور ہے اُنکا سب میں ہویدا عالم سارا اُن پر شیدا
روئے مصفّا ماہ منوّر صلے اللہ علیہ وسلم

طالبؔ خستہ کے ہیں مطالب فخرِ عدالت مہرِ مآرب
حامیٔ اُلفت شافعِ محشر صلے اللہ علیہ وسلم

ذرّے ذرّے سے یہاں بوئے وفا آتی ہے

(از امیر)

یاد جب مجھ کو مدینے کی فضا آتی ہے
سانس لیتا ہوں تو جنت کی ہوا آتی ہے

کثرتِ جرم سے ایسا ہوں میں مجرم نادم
توبہ کرتے ہوئے بھی مجھ کو حیا آتی ہے

شمع پر روضۂ اقدس پہ جو گرتے ہیں پتنگ
پر جبریل کی کانوں میں صدا آتی ہے

یاد جب آتی ہے حضرت کے تبسم کی شہید
حورِ عین پڑھتی ہوئی صلِّ علیٰ آتی ہے

خاک چھانیں تو رہِ عشقِ نبی میں چھانیں
ذرّے ذرّے سے یہاں بوئے وفا آتی ہے

غمِ احمد میں مرے دل سے نکلتا ہے دھواں
یا اُمنڈتی ہوتی قبلہ سے گھٹا آتی ہے

مُردے جی اُٹھتے ہیں عیسیٰ بھی تڑپ جاتے ہیں
بات جب قالبِ اعجاز نما آتی ہے

روضۂ پاک میں سب ضبطِ نفس کرتے ہیں
اِس گلستان میں دبے پاؤں صدا آتی ہے

نامِ پاک آپ کا لیتی ہے جو فردوس میں حور
دوڑ کر چشمۂ کوثر میں نہا آتی ہے

آپکے عشق میں مرنا بھی عجب دولت ہے
فادخلوا کی درِ جنت سے صدا آتی ہے

موت کو دیکھکے کہتا ہے مدینے میں مریض
حور آتی ہے الٰہی کہ قضا آتی ہے

خونِ ناحق شہدا کا مجھے یاد آتا ہے — پیسکے جب سامنے آنکھوں کے حنا آتی ہے
پردہ برقِ تجلّٰے ہے ضیائے رُخِ پاک — ہوش مُوسٰے کے سرِ طور اڑا آتی ہے
شوق پابوس میں حضرت کے لہو روتی ہے — ہاتھ ملتی ہوئی گلشن سے حنا آتی ہے

جب میں جاتا ہوں تو اس روضۂ اقدس سے امیر
پھول دامن میں بھرے بادِ صبا آتی ہے

شانِ زیبائے حبیبؐ کبریا کچھ اور ہے

(از کافی)

عشقِ محبوبِ خدا کا ماجرا کچھ اور ہے — بارک اللہ حُسنِ شانِ مصطفٰے کچھ اور ہے
عاشقو کوئے مدینہ کی فضا کچھ اور ہے — جنت الفردوس ماوا کی ہوا کچھ اور ہے
مجھ گرفتارِ محبت کو ملے کس طرح چین — دوستو دل کا تو اپنے مدعا کچھ اور ہے
گرچہ یوسفؑ تھے حسیں لیکن کہاں یہ زیب و حُسن — شانِ زیبائے حبیبؐ کبریا کچھ اور ہے
شربتِ عناب ہے بیکار اے ناداں طبیب — اُن کے بیمارِ محبت کی دوا کچھ اور ہے
بلبلو گلزارِ جنت میں کہاں ایسی بہار — کوچۂ زلفِ محمدؐ کی ہوا کچھ اور ہے
کیوں نہ حسرت اپنی محرومی سے ہو مجھ کو مدام — ساکنِ کوئے مدینہ کی ادا کچھ اور ہے
صدمۂ تنہائے مہجوری کو کب تک میں سہوں — یا نبیؐ اب جاں بلب ہوں التجا کچھ اور ہے
زاہدو تم کو تو جنت کی تمنا ہے مگر — اس گدائے بینوا کی التجا کچھ اور ہے
ٹال سکتا کون ہے تیرے سوا یا مصطفٰے — ہم سیاہ کاروں کی یہ کالی بلا کچھ اور ہے

بے محبت آپ کے کافیؔ نہیں ظاہر صلوٰۃ
دردِ دل کچھ اور زہد و اتقا کچھ اور ہے

دل چھین لیا ایک جوان عربی نے

(از عبدؔ)

دل چھین لیا ایک جوانِ عربی نے
مکی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

ہیں تیر سے لگتے مرے سینے میں شب و روز
غربال کیا دل میرا عشقِ نبویؐ نے

او عشق تو ہی آ کے ذرا راہ نما بن
گھبرایا نہایت مجھے اب مضطربی نے

کچھ کہہ نہیں سکتا کہ جو ہے اب میری حالت
افتادہ کیا خاک پہ دردِ قلبی نے

جو حضرتِ عشق آ کے ہوئے دل میں جگہ گیر
تن پھونک دیا آتے ہی آتش قربی نے

ہے عشق میں اور دل میں یہ ہر روز لڑائی
بیجان کیا اس ضربِ دو ضربی نے

تھا ہول قیامت سے میرا دل جو مشوش
مژدۂ شفاعت دیا شورِ حشری نے

دیدار نبیؐ قبر میں ہوتا ہے یقیناً
آگاہ کیا مجھ کو میری بے خبری نے

اب عبدؔ دل و جان سے ہے موت کا خواہاں
آ جب سے خبر دی ہے اُسے بیخبری نے

ترا تذکرہ ہے تیری گفتگو ہے

(از امیرؔ)

صبا ہے شک آئی اُدھر ہی سے تو ہے
کہ تجھ میں مدینے کے پھولوں کی بو ہے

سُنیں ہم نے طوطی و بُلبُل کی باتیں
ترا تذکرہ ہے تیری گفتگو ہے

جیوں تیرے در پر مروں تیرے در پر
یہی مجھ کو حسرت یہی آرزو ہے

جسے جس طرف آنکھ جلوہ ہے اُس کا
جو یکسو ہو دل تو وہی چار سو ہے

تیری راہ میں خاک ہو جاؤں مر کر
یہی میری حُرمت یہی آبرو ہے

زلیخا کو یوسفؑ کا نقشہ مبارک — کہ تصویر احمدؐ میرے روبرو ہے
مئے عشق حضرتؐ سے سرمست مجھ کو — جو تسنیم ساغر تو کوثر سبو ہے
یہاں ہے ظہور اور وہاں نور تیرا — مکاں میں بھی تو لامکاں میں بھی تو ہے
شبِ قدر میں کیوں نہ مہکے زمانہ — کہ یہ سایۂ گیسوئے مشک بو ہے
سوا تیرے جتنے حسیں ہیں جہاں میں — کوئی تند خو ہے کوئی جنگ جو ہے
نہیں کوئی بے عیب اس بوستاں میں — جو پھولوں کی بو ہے تو کانٹوں کی خو ہے
جو بیداغ لالہ جو بے خار گل ہے — وہ تو ہے وہ تو ہے وہ تو ہے وہ تو ہے

امیرؔ گنہگار کو کچھ نہیں ڈر
حمایت کو حیدر شفاعت کو تُو ہے

حضور اُٹھیے شہنشاہ دو عالم نے بلایا ہے

(از امیرؔ)

بہار آئی ہے گُل پھولے ہیں بادل گھر کے آیا ہے
مدینے کا چمن اس وقت آنکھوں میں سمایا ہے

مدینے میں یہ ہم نے صبح و شام آرام پایا ہے
کہ پریوں نے جگایا ہے تو حوروں نے سُلایا ہے

حقیقت پوچھے مجھ سے کوئی فردوس طوبےٰ کی
رُخِ احمدؐ کا پرتو ہے قدِ احمدؐ کا سایا ہے

تجلّیٔ حسنِ یوسفؑ کی رُخِ پُر نور میں دیکھی
جو کانوں نے سنایا تھا وہ آنکھوں نے دکھایا ہے

ہے شمس و قمر لوح و قلم سب نور سے تیرے

خدا نے خاص اپنے نور سے تجھ کو بنایا ہے
شبِ معراج جبرئیلِ امیں نے یہ کہا آکر
حضور اُٹھیے شہنشاہِ دو عالم نے بلایا ہے
نہ مہکے کیوں غلافِ روضۂ پُر نور کی خوشبو
اسے فردوس کے پھولوں میں حوروں نے بسایا ہے
مدینے ہو کے آئی ہے نسیمِ صبح تو شاید
کہ شادی کا ہر ایک غنچے نے نقارہ بجایا ہے
تیرا جلوہ نظر آیا تھا اِک دن خواب میں اب تک
وہی آنکھوں میں پھرتا ہے وہی دل میں سمایا ہے
قدم رکھتا نہیں وہ ناز سے تختِ سلیماںؑ پر
ترے کوچے میں جس درویش نے بستر لگایا ہے
عرب سے تا عجم بجتا ہے ڈنکا دینِ احمد کا
اُٹھا کر نقشِ کفر اسلام کا سکہ بٹھایا ہے
ملے گا ایک موتی کا محل فردوس میں اُس کو
غمِ حضرتؐ میں جس نے ایک بھی آنسو بہایا ہے
غمِ حضرتؐ میں جو رویا وہ ہنستا خلد کو پہنچا
یہ وہ چھینٹا ہے جس نے نارِ دوزخ کو بجھایا ہے
امیرِ دردمند آیا ہے فریادی ترحم ہو
کہ اُس کو درد نے اے عیسیٰؑ دوراں ستایا ہے

عارض است ایں یا قمر یا لالہ احمر است ایں

(از مولانا جامی)

جلوۂ نورِ خدا یا روئے ماہِ ماست ایں   معنیٔ صورت بود یا صورتِ معنی است ایں
عارض است ایں یا سحر یا مہر نور افزا است ایں   عارض است ایں یا قمر یا لالہ احمر است ایں
یا شعاعِ شمس یا آئینۂ دلہاست ایں

سایۂ ذاتِ احد یا شمعِ بزمِ اتحاد   آیتِ توحیدِ حق یا رایتِ وحدت نہاد
قامت است ایں یا قیامت یا نہالِ پاکِ او   قامت است ایں یا الف یا سرو یا نخلِ مراد
یا مگر گلدستۂ باغِ جہاں آرا است ایں

ظلمت آبادِ غریبانست یا شامِ وطن   یا کمندِ گردنِ جاں یا شکنجِ پُر شکن
دودِ آہِ آتشیں یا نامۂ اعمالِ من   زلفِ تو زنجیر یا قلاب یا مشکِ ختن
سنبلِ تر یا سمن یا عنبرِ سارا است ایں

رہزنِ ہر است یا برہمزنِ بنیادِ خلق   دشمنِ جمع است یا غارت گرِ افرادِ خلق
چشمِ تو خونریزِ عالم ہست یا جلادِ خلق   چشمِ تو آہوست یا جادوست یا صیادِ خلق
یا دوامِ سیہ یا نرگسِ شہلا است ایں

تارِ جانہا را بود مضراب یا قوسِ قزح   خنجر است از خونِ دل سیراب یا قوسِ قزح
یارب ایں تیغ است آتشتاب یا قوسِ قزح   یارب ایں طاق است یا محراب یا قوسِ قزح
یا ہلالِ عید یا ابروئے ماہِ ماست ایں

جادۂ جاں است یا سجادۂ روح الامیں   یا حریمِ محترم یا قبلۂ ایمان و دیں
یثرب است ایں یا فضائے عرشِ رب العالمیں   کوئے تو کعبہ است یا فردوس یا خلدِ بریں
یا گلستانِ ارم یا جنت الماوٰے است ایں

مرکزِ پرکارِ جاں یا نقطۂ فائے صفات — نکتۂ معنی است یا رمزیست از وجدانِ ذات
ہمدمِ قافِ قدم یا نونِ جانِ کائنات — حقۂ لعل است یا سرچشمۂ آبِ حیات

یا دہن یا میم یا طوطی شکرخا است ایں

جوئبارِ آبِ حیواں یا نگارِ خاص و عام — پردہ دارِ نورِ یزداں یا بہارِ صبح و شام
یا رب ایں سرتاپا جانست یا روحِ امام — یا رب ایں خورشید یا انسان یا ماہِ تمام

یا فرشتہ یا پری یا شوخِ بے پرواست ایں

ہمزبانِ قدسیاں یا ہم صفیرِ عرشیاں — یا شہنشہِ مدح خواں یا نغمۂ سنجِ گلستاں
شاعرِ جادو بیاں یا طائرِ عرش آشیاں — بلبلِ بے خانماں یا طوطیِ شیریں زباں

قمریِ باغِ جناں یا جامیِ شیدا است ایں

یہ گیا وہ گیا، وہ نہاں ہو گیا

(از حضرت رضا)

جبکہ پیدا شہ انس و جاں ہو گیا — دُورِ کعبہ سے لوث بتاں ہو گیا
سرفدائے رہ جانِ جاں ہو گیا — امتحان امتحاں امتحاں ہو گیا
اُنکے جلوہ کا جس جا بیاں ہو گیا — گلستاں مجمعِ بلبلاں ہو گیا
اُنکے جلوہ کا یاں جو بیاں ہو گیا — رشکِ باغِ جناں یہ مکاں ہو گیا
گذرے جس کوچہ سے شاہِ گردوں جناب — آسماں آسماں آسماں ہو گیا
ہر ستارہ شبِ مولدِ مصطفےٰؐ — شمعدان شمعداں شمعداں ہو گیا
حق شفاعت تیری گنہگاروں پہ — مہرباں مہرباں مہرباں ہو گیا
چمن طیبہ میں طائرِ سدرہ کا — آشیاں آشیاں آشیاں ہو گیا
تھا براق نبیؐ یا کہ نورِ نظر — یہ گیا وہ گیا وہ نہاں ہو گیا

اپنے دیوانہ کی لو خبر یا نبی ؐ نیم جاں نیم جاں نیم جاں ہو گیا
یا نبی ؐ لو خبر آتشِ غم سے میں تفتہ جاں تفتہ جاں تفتہ جاں ہو گیا

طوطیٔ اصفہاں سن کلامِ رضاؔ
بے زباں بے زباں بے زباں ہو گیا

کوئی راز نہ تھا کہ عیاں نہ ہوا، کوئی پردہ نہ تھا کہ اٹھا نہ رہا

(از حافظ)

جو مقامِ دنا سے حضور بڑھے تو وصال میں فرق ذرا نہ رہا
کوئی راز نہ تھا کہ عیاں نہ ہوا، کوئی پردہ نہ تھا، کہ اٹھا نہ رہا

ترے فیض سے خلقتِ جن و بشر ترے فیض سے زینتِ شمس و قمر
ترے فیض سے نوبت شام و سحر ترے فیض سے کوئی بچا نہ رہا

ترا عقدۂ لب ہے وہ عقدہ کشا کہ ذرا بھی اگر لبِ عقدہ کھلا
کوئی عقدہ نہ تھا کہ وہ کھل نہ گیا کوئی دام بلا میں پھنسا نہ رہا

ترے لطف کا کیا کوئی وصف کرے کہ چھوٹے بدوں کے پرے کے پرے
ابھی آکے کھڑے ہوئے لاکھ برے ابھی ان میں کوئی بھی برا نہ رہا

چلے آؤ سرہانے خدا کے لئے کہ ہوں جاں بلب ایک ادا کے لئے
سب اٹھاتے ہیں ہاتھ دعا کیلئے، دمِ نزع ہے وقت دوا نہ رہا

ترے ہجر نے کھوئے ہمارے مزے وہ نظارے کے لطف وہ پیارے مزے
ہوئے خاک زمانے کے سارے مزے ہمیں جینے میں خاک مزا نہ رہا

ترے وصف کا وصف ہو کس سے ادا ہو تو خطا کے ہوں ہوش خطا
ترا نام جو میں نے قلم سے لکھا مرے نام گناہ لکھا نہ رہا

میں پیادہ مدینہ ہے دور ابھی ہے سواری اجل کے قریب کھڑی
کبھی دل میں زیارت شہ کی خوشی، کبھی غم کہ میں زندہ رہا نہ رہا

تری یاد میں شب جو میں رونے لگا مری آنکھوں سے چشمۂ اشک بہا
جو گناہ تھا نقش پُر آب ہوا کوئی حرف بدی کا لکھا نہ رہا

ترے تشنہ لب جو شہید ہوئے ہیں مزے میں کہ جیتوں میں مر کے پڑے
یہ اُٹھائے فنا میں بقا کے مزے، کوئی تشنۂ آب بقا نہ رہا

مری آنکھوں میں پھرتی تھی جن کی ادا اُنہیں دیکھ کے ہوگئے ہوش خطا
وہ نہ آئے تھے جب تو میں ہوش میں تھا وہ جب آئے تو ہوش بجا نہ رہا

غم عشق نبیؐ کی غذا جو ملی ہمیں تلخئ عیش پسند ہوئے
وہ ہوا نہ رہی وہ ہوس نہ رہی وہ نشانہ رہا وہ مزا نہ رہا

ہے جنوں زدہ حافظِ بے سروپا کہ وہ کوچہ بکوچہ پھرا نہ کیا
کوئی پوچھے جو ہند میں جی نہ لگا تو مدینے میں کس لئے جا نہ رہا

طفیلِ سرورِ عالم ہوا سارا جہاں پیدا

(راز کانی)

طفیلِ سرورِ عالم ہوا سارا جہاں پیدا
زمین و آسماں پیدا مکیں پیدا مکاں پیدا

نہ ہوتا گر فروغ نورِ پاکِ رحمت عالم
نہ ہوتی خلقتِ آدم نہ گلزارِ جناں پیدا

شہ لولاک کے باعث حبیب پاک کے باعث
جنابِ حق تعالےٰ نے کیا کون و مکان پیدا

ظہورِ ذاتِ اکرم سے فیوضِ خیر مقدم سے
نسیم بوستان پیدا بہارِ گلستان پیدا

رسول اللہ کی خاطر کئے جن و بشر حاضر
بنایا ماہ انجم کو کئے ہیں بحر و کاں پیدا

جمال و حسن میں رعنا کمالِ خلق میں یکتا
کوئی پیدا ہوا ایسا نہ ہو دیگا یہاں پیدا

اُنہیں کے واسطے آدمؑ اُنہیں کے واسطے حواؑ
اُنہیں کے واسطے کافیؔ کئے سب انس و جان پیدا

مذکور آمد شہ ہر دو سرا ہے آج

(از کیفی)

آؤ یہاں کہ ذکر حبیبِ خدا ہے آج
مذکور آمد شہِ ہر دو سرا ہے آج

ہر سمت دھوم دھام یہ کیا ہو رہا ہے آج
ذرہ میں آفتاب سے بڑھ کر ضیا ہے آج

ہر ایک کی زباں پہ یہ کیوں مرحبا ہے آج
عرشی کا فرش خاک پہ بستر لگا ہے آج

فرمایئے تو مجھ سے کہ کیا ماجرا ہے آج
آئی جو سلمو کی فلک سے صدا ہے آج

موسٰیؑ عصا کو ٹیک کے کیوں ہیں کھڑے ہوئے
چوتھے طبق کا کہیئے تو کیوں در کھلا ہے آج

سدرہ سے بار بار اترتے ہیں جبرائیل
خالق کے بارگاہ کا پردہ اُٹھا ہے آج

در پر کھڑے ہیں آدمؑ و نوحؑ و خلیلؑ کیوں
حواؑ ہیں اہتمام میں کہیئے تو کیا ہے آج

عنبر کی عود و مشک کی ہر سمت ڈھیر ہے
پھولوں سے ہر درخت جھکا ڈالیا ہے آج

کس ماہ رو کی آمد آمد کی ہے خبر
سجدہ میں کعبہ خاک کے اوپر جھکا ہے آج

اوندھی پڑے ہیں خاک بسر بت ہزار ہا
بتخانوں میں جہاں کے قیامت بپا ہے آج

ہر چار سمت دہر میں آتشکدہ ہیں سرد
ابلیس رنج و غم میں کھلے سر کھڑا ہے آج

سلطان کائنات کوئی دم میں آئینگے
افلاک پر دماغ زمیں کا چڑھا ہے آج

کیفیؔ ہزار شکر کہ پہنچا مراد کو
پھولا پھلا ہوا شجرِ مدعا ہے آج

میں خاکِ درِ مصطفےٰؐ چاہتا ہوں

(از وفا)

نہ اکسیر نہ کیمیا چاہتا ہوں — میں خاکِ درِ مصطفےٰؐ چاہتا ہوں
خطاوار ہوں میں عطا چاہتا ہوں — تمہاری شفاعت شہا چاہتا ہوں
ہوں بیمارِ عصیاں دوا چاہتا ہوں — مسیحائے دیں کی عطا چاہتا ہوں
پیمبرؐ کے روضے کو آنکھوں سے دیکھوں — یہی ربِ ارض و سما چاہتا ہوں
ہما اوجِ دیں کا تمہیں چاہتا ہوں — تمہارا ہی ظلِ عطا چاہتا ہوں
الٰہی دکھا نقشِ پائے محمدؐ — یہ آنکھیں میں اس پر ملا چاہتا ہوں
تمنائے دیدار خیر الامم ہے — میں کب خضر آبِ بقا چاہتا ہوں
فراقِ رُخِ شاہ میں ہے دمِ آخر — میں اب شمع سا گل ہوا چاہتا ہوں
نہیں مجھ کو دُنیا کی شادی سے مطلب — غمِ عشقِ خیر الورےٰ چاہتا ہوں
تو محبوبِ ربؐ اور عزیزِ خدا ہے — تیری چاہ یوسفؑ لقا چاہتا ہوں

خداوندِ عالم رضا جو ہے جس کا
میں اُس باوفا کی رضا چاہتا ہوں

وہ گھر ہے بے چراغ کہ جس گھر میں تو نہیں

(از متین)

وہ دل نہیں ہے جس کو تیری آرزو نہیں — وہ گھر ہے بے چراغ کہ جس گھر میں تو نہیں
گلشن میں سیکڑوں طرح کے ہیں گل کھلے — کس کام کا وہ گل ہے کہ جس گل میں بو نہیں
مومن نہیں جو دوست نہ رکھے رسولؐ کو — اُسکی خدا کے سامنے کچھ آبرو نہیں

بازارِ حسن میں تیرے یوسف ہے ایک غلام
خلق خدا میں تم سا کوئی خوبرو نہیں

حسرت یہ ہے کہ پہنچونگا کیونکر مدینہ میں
سامان ایسا کوئی میرے روبرو نہیں

یارب دکھادے مجھ کو مدینہ رسولؐ کا
بجز اس کے اور دل میں کوئی آرزو نہیں

مولا متینؔ کو اپنے بلالو مدینہ میں
ہے زندگی خراب جہاں پہ ہی تو نہیں

اُجڑے وُہ شہر جہاں محفلِ میلاد نہ ہو

(از تمیزؔ)

ہووے برباد وُہ گھر جس میں تیری یاد نہ ہو
اُجڑے وُہ شہر جہاں محفلِ میلاد نہ ہو

چرخ پر کیوں نظر آتے ہیں ستاروں کے چراغ
قدسیوں میں تو کہیں مجلسِ میلادؐ نہ ہو

نقش ہے نامِ محمدؐ کا میرے سینے پر
ہر گھڑی دیکھ کے کیونکر میرا دل شاد نہ ہو

یہ تمنا ہے خدا سے کہ میں سب کچھ بھولوں
نامِ احمدؐ کے سوا کچھ بھی مجھے یاد نہ ہو

دل نہیں چاہتا اس واسطے مرنے کو تمیزؔ
کہیں جنت میں مدینے کی فضا یاد نہ ہو

خُدا کا ہے پیارا محمدؐ کا پیارا

(از سرورؔ)

محمدؐ پہ حق نے وُہ قرآن اُتارا
نہ اُتریگا جو تا قیامت دوبارا

وُہ مخفی جو تھا علم سینہ بسینہ
محمدؐ نے سب پر کیا آشکارا

سکندر رہے حضرت کے در کا سوالی
فریدوں محافظ ہے درباں ہے دارا

محمدؐ کا رستہ نہ چھوڑو عزیزو
وہی رہنما ہے ہمارا تمہارا

محمدؐ کی مداح دُنیا ہے ساری — محمدؐ کا وصاف عالم ہے سارا
مطیع محمدؐ مطیع خُدا ہے — خُدا کا ہے پیارا محمدؐ کا پیارا
بہت سے محمدؐ نے بُت توڑ ڈالے — کیا بُت پرستوں کا دل پارہ پارا
محمدؐ کی ہے ذات دریائے رحمت — وہ ڈوبا کیا جس نے اس سے کنارہ
محمدؐ ہے پُشت و پناہِ غریباں — وہی ہے وہی عاجزوں کا سہارا
نہیں جو کہ سائل محمدؐ کے گھر کا — وہ پھرتا رہا در بدر مارا مارا
محمدؐ نے کی اُس کی مشکل کشائی — جو دل کی محبت سے اُس کو پکارا
ہوئی ختم پیغمبری اس جہاں سے — زمانے سے جس دم محمدؐ سدھارا

نیری حاجتیں سب برآئینگی سرور
رسولِ خُدا جب کرینگے اشارا

دیکھا نہ عرش نے تیرے عالی مقام کو

(از سرور)

رونق تمہارے گھر سے ہے دارالسلام کو — حاصل مقام تجھ سے ہے بیت الحرام کو
بندے کو آپ شاہ بنا دیں تو کیا عجب — مولٰے کریں زمانے میں ادنٰے غلام کو
کرسی نہ پہنچے آپ کے سایہ کو یا نبیؐ — دیکھا نہ عرش نے تیرے عالی مقام کو
باطل کو تو نے حق سے جُدا کر دیا نبیؐ — ظاہر کیا ہے سب پہ حلال اور حرام کو
اہلِ کلام دیتے ہیں سارے باعتقاد — نسبت کلامِ قدس سے تیرے کلام کو
عظمت تمہاری ذات کو حاصل ہے خلق میں — سب اہلِ نام سے بڑا رتبہ ہے نام کو
شرمندہ تیرے حسن نے سورج کو کر دیا — رُخ نے تیرے خجل کیا ماہ تمام کو
بخشش تمہاری خاص ہے خاصوں کے واسطے — انعام عام ملتا ہے ہر خاص و عام کو

تجھ سے ملا مسیحؑ کو اعجاز عیسوی — تازہ حیات خضر علیہ السلام کو
ہر صبح تیرے رُخ کا تصور ہے آنکھ میں — زلفوں کی یاد دل میں ہے ہر روز شام کو

تیرا غلام سرؔور عاجز ہے یا رسولؐ
رکھو سدا غلامی میں اپنے غلام کو

محمّد کا رُتبہ بڑھایا خُدا نے

(از سرؔور)

محمّد کا رُتبہ بڑھایا خُدا نے — خُدائی کا مالک بنایا خُدا نے
بڑھایا محمّد کا پایہ خُدا نے — زمین سے فلک پر اُٹھایا خُدا نے
محمّدؐ میں جلوہ دکھایا خُدا نے — جُدائی کا پردہ اُٹھایا خُدا نے
وُہ اُونچا کیا اُس کا پایہ خُدا نے — کہ ڈالا زمین پر نہ سایہ خُدا نے
مکاں لا مکاں سب دکھایا خُدا نے — اُسے قُرب میں جب بُلایا خُدا نے
محمّدؐ سے جس کو ملایا خُدا نے — اُسے دامِ غم سے چھڑایا خُدا نے
محمّد کو جب آزمایا خُدا نے — محبّت میں بے مثل پایا خُدا نے
جو سوتا تھا اُس کو جگایا خُدا نے — جو مردہ تھا اُس کو جلایا خدا نے
ہر اک لوح پر دل کی دنیا وُ دین میں — محمّدؐ کا نقشہ جمایا خُدا نے
محمّدؐ پہ وُہ بھید ظاہر کیا ہے — جو روح الامیں سے چھپایا خُدا نے
محمّدؐ سے اقرار جو ہو چکا تھا — محبّت سے اُس کو نبھایا خُدا نے
عرب ہو چکا تھا جو برباد پہلے — محمّدؐ کے دم سے بسایا خُدا نے
وُہ بیخود ہے اور مست و مدہوش جس کو — محبّت کا پیالہ پلایا خُدا نے
وہی آستانِ محمّد پہ پہنچا — جسے حق کا رستہ دکھایا خُدا نے

مجھے ہر مصیبت سے دنیا میں سرورؔ
محمدؐ کی خاطر بچایا خدا نے

نبی کا کون ہے دونوں جہاں میں ثانی

(از سرورؔ)

نبیؐ کا کون ہے دونوں جہاں میں ثانی — کہ جن و انس پہ حاصل ہے کسکو سلطانی
رسولؐ کرتے ہیں اُمت کی خود نگہبانی — بوقتِ مشکل و درد و غم و پریشانی
ضعیف ہو ہیں جتنے نبیؐ کی اُمت کے — ملا ہے حق سے اُنہیں مرتبہ سلیمانی
بنائے قصرِ محبت نبیؐ سے قائم ہے — ہیں مہربانی کے دنیا میں بس وہی بانی
خدا نے جمع کئے علم و حلم و خلق و ادب — نبیؐ کی ذات میں سارے صفاتِ انسانی
خجل تھا ماہِ پُر انوار منفعل خورشید — نبیؐ کا دیکھتے جس وقت چہرہ نورانی
یقیں ہے سب کو کہ ہوگا رسول کی خاطر — تمام اُمتِ عاصی پہ فضلِ ربانی
وُہ شاندار تھا حق کے رسولؐ کا دربار — کہ در پہ کرتے تھے جبرئیلؑ جسکے دربانی
اگرچہ دوست بہت سے نبیؐ کے پیارے تھے — پہ چار اُن میں سے حضرت کے یار تھے جانی
لہو گراتے تھے اپنا رسولؐ کے احبابؓ — نبیؐ کے جسم کا گرتا تھا جس جگہ پانی

عزیزو زندہ ہے جب تک یہ سرورؔ ناداں
کرے گا اپنے نبیؐ کی فقط ثنا خوانی

اے بذاتِ تو مزین مسندِ پیغمبری

(از ابو المعانی)

اے بفرقِ عزت زیبندہ تاجِ سروری — اے بپایہ پایات زیبندہ تختِ برتری

اے زحسنِ چہرہ ات رخشندہ نورِ ہتری　　　اے بذاتِ تو مزین مسندِ پیغمبری
اے خجل گشتہ ز رویت آفتابِ خاوری

ہست ذاتِ تو خبر گیرِ جہان اندر جہان　　　خیر خواہ دشمنان و غمگسار دوستان
یار و دلدارِ غریبان تکیہ گاہ بیکسان　　　این جہان و آن جہان فارغ نہ را امتان
ہیچ پیغمبر نہ کردہ چون تو امت پروری

ہمچو آدم وارثِ خلدِ برین گردیدۂ　　　ہمچو موسےٰ مظہرِ نورِ یقین گردیدۂ
ہمچو یوسف مالکِ ملکِ زمین گردیدۂ　　　چون سلیمان صاحبِ تاج و نگین گردیدہ
حلقہ زو خاتمت بملکِ دہر چون انگشتری

خلقِ عالم سر بسر پروانۂ شمعِ رخت　　　در جہاں اہلِ نظر پروانۂ شمعِ رخت
سیدا شمس و قمر پروانۂ شمعِ رخت　　　سرورا جن و بشر پروانۂ شمعِ رخت
سوختہ در جلوۂ انوار تو حور و پری

رہنمائے اہلِ دنیا ہادیٔ دینِ متین　　　طالب و مطلوب حق محبوبِ رب العالمین
پیشوائے اہلِ عرفان مقتدائے متقین　　　سید الکونین ختم الانبیا و المرسلین
مطلعِ نورِ ہدایت ماہِ اوجِ رہبری

سرمۂ اندر دیدۂ اہلِ بصیرت خاکِ تو　　　از غمِ آزادست ہر دم عاشقِ غمناکِ تو
ہر کسے اندر جہان زد پنجہ در فتراکِ تو　　　گر نہ بودے یا نبی اللہ ذاتِ پاکِ تو
ہیچ پیغمبر نہ بیدے دولتِ پیغمبری

یا نبی بر آسمانِ دیں مہ انور توئے　　　بے بہا در بحرِ الطاف و کرم گوہر توئے
بیگمان بر اوجِ نیکو اختری اختر توئے　　　در گروہِ سرورانِ ملکِ دین سرور توئے
بر قدِ زیبائے تو زیبد کلاہِ سروری

یا محمد کن کرم بر عاشقانِ زارِ خویش　　　کن منور دیدہ ہائے مردم از دیدارِ خویش

روشنی دہ راہ را از روئے پر انوارِ خویش ‏ یا نبیؐ اللہ بر افگن پردہ از انوارِ خویش
تا شود روشن ز رویت آفتابِ خاوری

ذات تست اندر جہان شمع شبستانِ کرم ‏ جسم تو جسم مروّت جانِ تو جانِ کرم
مثلِ تو بر پا نشد سروے بہ بستانِ کرم ‏ جوہری چون تو نشد تابندہ از کانِ کرم
تو عجب دُرِّ یتیمی و عجائب گوہری

جلوۂ نورِ تو شد رخشاں ز انوارِ الٰہ ‏ تو گلِ حُسنِ تو شد خندان ز گلزارِ الٰہ
عینِ دیدارِ تو اندر دیدہ دیدارِ الٰہ ‏ ذاتِ پاکت آمدہ سرے ز اسرارِ الٰہ
عقلِ ہر کس کے رسد آنجا بفہم سرسری

سر ورم پُر جرم و پُر عیب و خطا زار و خجل ‏ از گناہِ خود بدنیا دائما زار و خجل
یا نبیؐ مپسند این مدّاح را زار و خجل ‏ بو المعالی بر درت آمد شہا زار و خجل
بندہ را بہر خدا از محنت و غم کن بری

ہر کسی کے ہیں جنابِ مصطفےٰ حاجت روا

(از سُرورؔ)

ہر کوئی ہے والۂ حُسنِ شہِ خیر الورا ‏ ہر نگینِ دل پہ یہ نقشِ محبت ہے کُھدا
سب کا مطلب ہے یہی مقصد یہی اور مدّعا ‏ ہے غلامِ بارگاہِ احمدیؐ شاہ و گدا
ہر کوئی جُھکتا اُدھر ہے صورتِ قبلہ نما ‏ ہر کسی کے ہیں جنابِ مصطفےٰ حاجت روا
چارۂ ہر مبتلا و داروئے ہر لا دوا ‏ ناتوانوں کی تواں اور بینواؤں کے نوا
پیشوائے اتقیا و انبیا و اولیا ‏ سالکِ راہِ طریقت دینِ حق کے رہنما
واقفِ رازِ حقیقت مقتدائے اتقیا ‏ وقتِ مشکل اہلِ مشکل کے وہ ہیں مشکلکشا
مانتے حضرت ہیں ہر اک ملتجی کی التجا ‏ خاک کو کرتی ہے اُن کی مہربانی کیمیا

فی الحقیقت صورتِ محبوب و حسن جانفزا
دلربا ہے دلربا ہے دلربا ہے دلربا
گوشِ دل سے جو کوئی سنتا ہے نامِ مصطفٰےؐ
بولتا ہے مرحبا صد مرحبا صد مرحبا
شمعِ نورانی رخِ روشن رسولؐ اللہ کا
لکھا نقشہ کاتبِ قدرت نے مہر و ماہ کا

ختم ہے کس پہ ہوئی پیغمبری تیرے بغیر

(از سرور)

کس کے سر پر ہے کلاہِ سروری تیرے بغیر
کون ہے مختار نیکی و بدی تیرے بغیر
کس نے پایا رتبۂ شاہنشہی تیرے بغیر
زیرِ فرمان کس کے ہیں جن و پری تیرے بغیر
دوسرا ہے کون دنیا میں سخی تیرے بغیر
خلق پر حاصل ہے کس کو برتری تیرے بغیر
کون کرتا ہے ضعیفوں کو قوی تیرے بغیر
ختم ہے کس پہ ہوئی پیغمبری تیرے بغیر
مانگے کس سے مدعا ہر مدعی تیرے بغیر
اقتدا کس سے کرے ہر مقتدی تیرے بغیر
کس سے ہے اپنی محبت یا نبیؐ تیرے بغیر
کون اپنا ہے بھلا ہمدم کوئی تیرے بغیر
کون کرتا ہے ہماری حق رسی تیرے بغیر
التجا کس سے کرے یہ ملتجی تیرے بغیر
کون سنتا ہے ہماری عاجزی تیرے بغیر
اور کس سے ہے ہماری دل لگی تیرے بغیر
ہند میں لگتا نہیں اب اپنا جی تیرے بغیر
ہو رہی ہے بلکہ مشکل زندگی تیرے بغیر

خوشہ چین ہیں آپ کے اسکندر و دارا و جم

(از سرور)

تم عرب کے بادشاہ ہو کارفرمائے عجم
خوشہ چین ہیں آپ کے اسکندر و دارا و جم

گردنِ گردنکشاں ہے آپ کی ہیبت سے خم
چومتے ہیں سرورانِ دوجہاں خاکِ قدم

حکم میں ہیں عرش و فرش و کرسی و لوح و قلم
جن و انسان و ملائک ہیں غلام بیدرم

تم سے نکلا ہے وجود ہر وجود و ہر عدم
تم ہو شاہنشاہ عالی جاہ اقلیم قدم

مہربانی حق نے تم پر ختم کی اور لطف تم
تم کو بخشا سرزمین پر اختیار بیش و کم

ابر رحمت تم ہو دریائے سخا کان کرم
تم سے ہے سرسبز ہر موسم میں بستان حرم

کیا کہیں یا شاہ احوال دل غمدیدہ ہم
غرق خون رہتے ہیں جس سے چشم گریاں دمبدم

لیجئے میری خبر اے سرور عالی ہمم
ورنہ اپنا انتظاری میں نکل جائے گا دم

دل اُٹھاتا ہے نہایت صدمہ، رنج و الم
ہے میری جان مبتلا اندر بلائے درد و غم

اِنْ نِلْتَ یَا رِیْحَ الصَّبَا یَوْمًا اِلٰی اَرْضِ الْحَرَمْ

(از زین العابدین)

اِنْ نِلْتَ یَا رِیْحَ الصَّبَا یَوْمًا اِلٰی اَرْضِ الْحَرَمْ
بَلِّغْ سَلَامِیْ رَوْضَۃً فِیْهَا النَّبِیُّ الْمُحْتَرَمْ

مَنْ وَجْهُهٗ شَمْسُ الضُّحٰی مَنْ خَدُّهٗ بَدْرُ الدُّجٰی
مَنْ ذَاتُهٗ نُوْرُ الْهُدٰی مَنْ کَفُّهٗ بَحْرُ الْهِمَمْ

قُرْاٰنُنَا بُرْهَانُنَا نَسْخًا لِاَدْیَانٍ مَضَتْ
اِذْ جَآءَنَا اَحْکَامُهٗ کُلُّ الصُّحُفْ صَارَ الْعَدَمْ

اَکْبَادُنَا مَجْرُوْحَۃٌ مِّنْ سَیْفِ هِجْرِ الْمُصْطَفٰی
طُوْبٰی لِاَهْلِ بَلْدَۃٍ فِیْهَا النَّبِیُّ الْمُحْتَشَمْ

یَا لَیْتَنِیْ کُنْتُ کَمَنْ تَبِعَ نَبِیًّا عَالِمًا

يَوْمًا وَّلَيْلًا دَائِمًا ارْزُقْ كَذَا لِيْ بِالْكَرَمْ

لِيْ حَسْرَةً اِسْمَعْ كَذَا اِلَهْ لَمْ اَصِفْ لِلْمُصْطَفٰى
فِيْ كُلِّ حِيْنٍ قَدْ مَضٰى فِي الْحَالِ مَا يُحْصَى الْاَلَمْ

يَا مُصْطَفٰى يَا مُجْتَبٰى اِرْحَمْ عَلٰى عِصْيَانِنَا
مَجْبُوْرَةٌ اَعْمَالُنَا طَمَعًا وَّذَنْبًا بِالظُّلَمْ

لَسْتُ بِرَاجٍ مَّفَرًّا بَلْ اَقْرَبَ اٰتِيْ كُلُّهُمْ
فِي الْقَبْرِ اِشْفَعْ يَا نَبِيْ بِالصَّادِ وَالنُّوْنِ الْقَلَمْ

يَا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ اَدْرِكْ لِزَيْنِ الْعَابِدِيْنَ
مَظْلُوْمُ اَيْدِ الظَّالِمِيْنَ بِالْمَوْكِبِ وَالْمُزْدَحَمْ

مُحَمَّدٌ حَبِيْبٌ حَبِيْبٌ حَبِيْبٌ

(از نامعلوم)

سَلَبْتُمْ فُؤَادِيْ فَصَارَ الْهَوٰى — اِلَيْكُمْ رَقِيْبٌ رَقِيْبٌ رَقِيْبٌ
وَلَا تَقْتُلُوْنِيْ كَذَا عَامِدًا — لِاَنِّيْ غَرِيْبٌ غَرِيْبٌ غَرِيْبٌ
وَاِنْ كَانَ لَا بُدَّ مِنْ قَتْلَتِيْ — فَهٰذَا عَجِيْبٌ عَجِيْبٌ عَجِيْبٌ
عَسٰى قَبْلَ مَوْتِيْ تَجُدْ بِاللِّقَا — يَكُوْنُوْا نَصِيْبٌ نَصِيْبٌ نَصِيْبٌ
فَصَارَ الْمُحِبُّ كَثِيْرُ الْبُكَا — وَدَمْعِيْ صَبِيْبٌ صَبِيْبٌ صَبِيْبٌ
وَيَا نَاشِرَ الْحَيِّ لَا تَقْتَضِيْ — فَمِنْهُ حَبِيْبٌ حَبِيْبٌ حَبِيْبٌ
وَيَا سَاكِنَ الْحَيِّ يَا ذَا الْفِنَا — فَقُلْ لِلْحَبِيْبِ حَبِيْبٌ حَبِيْبٌ
وَنَادَيْتُ فِي الْحَيِّ وَاحَسْرَتَا — فَقُوْلُوْا غَرِيْبٌ غَرِيْبٌ غَرِيْبٌ
لِاَنَّ اِلٰهِيْ سَمِيْعُ الدُّعَا — يَقُوْلُ لِيْ مُجِيْبٌ مُجِيْبٌ مُجِيْبٌ

وَصَلُّوا عَلَی الْمُصْطَفٰی الْہَاشِمِی
مُحَمَّدٌ حَبِیْبٌ حَبِیْبٌ حَبِیْبٌ

راستہ شہر مدینہ کا بتادو کوئی

(از شوقی)

در احمد کا کہیں مجھ کو پتادو کوئی — راستہ شہر مدینہ کا بتادو کوئی
خاک دروازہ محبوب کی تھوڑی لاکر — میری آنکھوں میں ذرا سرمہ لگادو کوئی
جس در پاک کا جبرئیل امین ہے دربان — جاکے اُس در پہ مرا حال سنادو کوئی
روز و شب عاشق بیمار کو غش رہتا ہے — در احمد کی ذرا خاک سنگھادو کوئی

اے صبا بہر خدا مشت غبار شوقی
طرف اُس کوچۂ احمد کے اڑادو کوئی

السلام اے عالم اُمّی لقب عالی نسب

از نامعلوم

السلام اے شاہد گلگوں قبا گل پیرہن
السلام اے باغ دین کے عندلیب نعرہ زن
السلام اے کعبۂ حسن و جمال نور حق
السلام اے قبلۂ اہل دل و منظور حق
السلام اے پیشوائے مرسلاں و مقبلاں
السلام اے نور انوار خدائے دو جہاں
السلام اے سرو گلزار قدیم کبریا

السّلام اے غنچۂ باغ بہشتِ جانفزا

السّلام اے عالمِ اُمّی لقب عالی نسب

السّلام اے سیدِ والاحسب شاہ عرب

السّلام اے شمعِ وحدت صد درود و صد سلام

السّلام اے نورِ کثرت صد درود و صد سلام

السّلام اے اہلِ قرآن الصّلوٰۃ والسّلام

السّلام اے نورِ ایمان الصّلوٰۃ والسّلام

کرم کا، خُلق کا، جُود و سخا کا، لطف و احسان کا

(از قادری)

ازل ہی سے ہوا محبوب وہ محبوب سبحاں کا

حسنؓ کا، سبطِ اصغرؓ کا، نبیؐ کا، شاہِ مرداں کا

وہ دلدارِ محمّد جان و دل ہے ماہ کنعاں کا

خضرؑ کا، نوحؑ کا، موسیٰؑ کا، عیسےٰؑ کا، سلیماںؑ کا

وہ ہے محبوبِ سبحانی، تو پھر کیونکر نہ مالک ہو

زمیں کا، آسماں کا، عرش کا، کرسی کا رضواں کا

ہوا وہ شیخِ عالم رہنما ساری خلائق کا

ملک کا، حور و غلماں کا، پری کا، جن و انساں کا

وہ نورِ مصطفائی خلق میں ہے باعثِ تزئیں

مدینے کا، عرب کا، کعبے کا، قبلے کا، ایماں کا

بڑھایا مرتبہ خالق نے اُن کے فیضِ مقدم سے

عرب کا، خطہ بغداد کا، ہامان کا، جیلان کا
شہِ جیلان کا احساں ہے عجب دریائے بے پایاں
کرم کا، خُلق کا، جود و سخا کا، لطف و احسان کا
اثر دِل سے مٹایا الفتِ محبوبِ سُبحان نے
الم کا، رنج کا، غم کا، پریشانی کا، حرمان کا
گھٹایا مرتبہ حُسنِ لب و دندانِ حضرتؐ نے
گُہر کا، لعل کا، یاقوت کا، ہیرے کا، مرجان کا
پئے تسلیم سرخم ہے یہ کس کی آمد آمد میں
شجر کا، نخل کا، گُل کا، ثمر کا، سروِ بستان کا
ہیں جتنے بانیِ محفل الٰہی ہو بھلا اُن کا
خدا کا، قادری کا، کمتریں کا، منقبت خواں کا

یاد جب صورتِ محبوبِ خُدا آتی ہے

(از نامعلوم)

بُوئے گُل بھر کے جو دامن میں صبا آتی ہے
یاد اُس وقت مدینے کی ہوا آتی ہے

ماہ و خورشید نظر سے مری گر جاتے ہیں
یاد جب صورتِ محبوبِ خُدا آتی ہے

اے نبی بہرِ خدا مجھ پہ کرم کی ہو نظر
اب گناہوں سے مجھے اپنے حیا آتی ہے

شربتِ دید پلا دو تو ابھی صحت ہو
کب مسیحا کو بھلا میری دوا آتی ہے

واہ رے عشق کہ لیتا ہوں بلائیں بڑھ کر
ناز کرتی جو مدینے سے صبا آتی ہے

اپنی آنکھوں میں جگہ دیتی ہیں حوریں اُس کو
جسکی اے مومنو طیبہ میں قضا آتی ہے

الفتِ شافعِ محشر ہے تو پھر کیا غم ہے
مرے کانوں میں یہ بہرِ جنت صدا آتی ہے

بختِ برگشتہ مرا بختِ سکندر ہو جائے

(از کافیؔ)

خواب میں مجھ کو جو دیدارِ پیغمبرؐ ہو جائے
[illegible]

نعت گر تیغِ زبان کا مرے جوہر ہو جائے
رُعب غالب مرا اہلِ سخن پر ہو جائے

یادِ قامت میں قیامت ہے جو نالہ میرا
ڈر یہ رہتا ہے نہ برپا کہیں محشر ہو جائے

وصفِ نورِ رُخِ حضرتؐ وہ سُنائے واعظ
جس کے پرتو سے یہ دِل میرا منوّر ہو جائے

دیکھتے ہی درِ حضرتؐ کے گدا کا رُتبہ
کیوں نہ رضوانِ درِ فردوس پہ ششدر ہو جائے

میری جانب کو جو آئینۂ رُخ کا رُخ ہو
بختِ برگشتہ مرا بختِ سکندر ہو جائے

پھر بنکر مری قسمت کا ستارہ چمکے
آپؐ کا عکس فگن گر رُخِ انور ہو جائے

کافیؔ یہ نقش ہے تسخیرِ دو عالم کے لئے
آپؐ کا نام جو کندہ مرے دل پر ہو جائے

دِل میں نبیؐ ہے زباں پہ خدا خدا

(از ہنرؔ)

کیونکر مجھے ملک نہ کہیں مردِ با خُدا
دل میں نبیؐ ہے زباں پہ خُدا خُدا

یوسفؑ بچے کنوئیں سے ابراہیمؑ آگ سے
سچ ہے کہ ہر غریب کا ہے آسرا خُدا

دُنیا کا انتظام ہمیشہ ہے ایک سا
ثابت ہُوا ہمیں کہ نہیں دوسرا خُدا

کیا جادۂ شریعتِ احمدؐ ہے مستقیم
اس راہ میں چلا جو کوئی مل گیا خُدا

طوفانِ حادثاتِ جہاں سے نہیں خطر
حامی مرا ہے نوحؑ کی کشتی کا ناخُدا

ہوتا اگر نہ مطلبِ پیدائشِ رسولؐ
کرتا کبھی نہ خلقتِ ارض و سما خُدا

تم مغفرت جو خلق کی کرتے ہو یا نبیؐ — راضی ہمیشہ آپ سے ہے آپ کا خدا
مدفن مرا قریب رسالت مآب ہو — بندے کی مستجاب کرے یہ دعا خدا
یا شاہ ہوں جو جرم مرے بخشوایئے — شافع ہیں آپ مالکِ روزِ جزا خدا
مجرم تو ہوں محب ہوں رسالت پناہ کا — مجھ کو بھی بخش دے گا مقرر مرا خدا

حج سے ہو اور زیارتِ مولیٰ سے فیضیاب
ہو جلد یہ قبول ہنر کی دعا خدا

سر مرا ہے درِ تمہارا یا محمد مصطفیٰ

(از ہنر)

سب پہ احسان ہے تمہارا یا محمدؐ مصطفیٰ — اس طرف بھی ہو اشارا یا محمدؐ مصطفیٰ
بیچ دھارے میں ہے کشتی نا خدا کوئی نہیں — ڈھونڈھتے ہیں ہم کنارا یا محمدؐ مصطفیٰ
کی تھی آگے بھی تو جاں بخشی ہماری آپ نے — کیجئے زندہ دوبارا یا محمدؐ مصطفیٰ
حیف کی جا ہے اگر ہو بندۂ احسانِ غیر — بندۂ احسان تمہارا یا محمدؐ مصطفیٰ
تم اگر آتے نہیں تو بھیجو غوثِ پاک کو — چاہیئے کچھ تو سہارا یا محمدؐ مصطفیٰ
چھوٹتے ہیں عمر بھر کب آپکے مجھ سے قدم — سر مرا ہے در تمہارا یا محمدؐ مصطفیٰ
سجدۂ در کا تمہارے ہے جو پیشانی پہ داغ — ہے یہ قسمت کا ستارا یا محمدؐ مصطفیٰ
ایک دم میں کوہ سارا ہو گیا کوہِ طلا — جب کیا تم نے اشارا یا محمدؐ مصطفیٰ
آپ کے رخسارۂ پُر نور سے پُر نور ہے — عرش کا میدان سارا یا محمدؐ مصطفیٰ
مومنوں کو ہے تماشا آپ کے رخسار کا — باغِ جنت کا نظارا یا محمدؐ مصطفیٰ

کچھ تمہیں اپنے ہنر مداح کی بھی ہے خبر
تنگ ہے یہ ہیچ کارا یا محمدؐ مصطفیٰ

شمع میں وہ ہے اگر رہتا تو پروانے میں کون

(از حافظ)

ماہ میں گر آپ ہے تو شمس نورانی میں کون
شمع میں وہ ہے اگر رہتا تو پروانے میں کون

کاہے کو شیخ و برہمن ڈھونڈھتے پھرتے ہو تم
گر خدا بستی میں رہتا ہے تو ویرانے میں کون

اے فقیر و مرشد واللہ جو کہتے ہو تم
گر خدا مرشد میں ہے ہم سے تو ویرانے میں کون

کیوں مریدوں کو کراتے تم ہو سجدہ پیر حق
نحن اقرب میں ہے وہ تو دل کے کاشانے میں کون

ہر کسی سے کیوں جھگڑتے ہو سدا پی کر شراب
گر خدا مستو میں رہتا ہے تو فرزانے میں کون

تو مصور کھینچتا تصویر جو ہے ہر گھڑی
کھینچنے میں گر وہ رہتا ہے تو کھینچوانے میں کون

برائے تم دیر و حرم میں ڈھونڈھتے ہو کس لئے
گر خدا مسجد میں رہتا ہے تو بتخانے میں کون

قلقل مینا سے سنتے ہو صدا آتی ہے کیا
گر خدا کشتی میں رہتا ہے تو پیمانے میں کون

ہے یہ منزل سخت تر سمجھو اسے حافظ ذرا
بیخودی سے باخودی بہتر ہے آجانے میں کون

جو محمدؐ سے ملے اُس سے خدا ملتا ہے

(از بندہ)

دل کو کیا ذکر محمدؐ سے مزا ملتا ہے
اَیُّہَا النَّاسُ اسی دم سے خدا ملتا ہے

یہ تقید ہے کہ آن سرور عالم کے بغیر
اور پھر کس سے خدا اُن کے سوا ملتا ہے

شب کو رویا میں یہ جبرئیلؑ سکھاتے تھے مجھے
جو محمدؐ سے ملے اُس سے خدا ملتا ہے

ہوں گنہگار پہ اُمید شفاعت ہے مجھے
راہ بھولے کے تئیں راہ نما ملتا ہے

کیوں نہ ہوتی ہے طرفین میں کیسی شادی
کہیں معشوق سے عاشق جو بنا ملتا ہے

شبِ معراج میں جبریل سے کہتے تھے نبیؐ — آج سرکار سے دیکھیں ہمیں کیا ملتا ہے
دل تصدّق ہے جو سنگِ درِ احمد پہ خیال — یہ وہ آئین ہے کہ خود دوڑ کے جا ملتا ہے

خود بُلاتا ہے خُدا بندہ نوازی سے اُنہیں
ورنہ بندہ بھی کہیں اپنے سے جا ملتا ہے

ہوں اسیرِ حلقۂ گیسوئے فخرِ انبیاء

(از امیرؔ)

سورۂ والشمس وصفِ رُخِ فخرِ انبیا — آیۂ واللیل ہے گیسوئے فخرِ انبیا
قبلۂ ایماں ہے میرا رُوئے فخرِ انبیا — ہوں اسیرِ حلقۂ گیسوئے فخرِ انبیا
پنجۂ پُرزور میں تھی طاقتِ دستِ خُدا — قدرتِ حق قوّتِ بازوئے فخرِ انبیا
دیدۂ یعقوبؑ روشن ہو گئے اُس وجہ سے — جامۂ یوسفؑ میں پائی بوئے فخرِ انبیا
کیوں نہ ہو مقبولِ درگاہِ خدا میری نماز — سامنے ہے کعبۂ ابروئے فخرِ انبیا
کیا حقیقت میرے دل کی طائرِ سدرہ بھی ہے — قمری سروِ قدِ دلجوئے فخرِ انبیا
دونوں عالم کی ہے آبادی فقط اِس وجہ سے — ہیں یہ زیرِ سایۂ گیسوئے فخرِ انبیا

آیۂ اِنّا فتحنا ہے جو قرآں میں امیرؔ
ہے ظفر تکیہ پئے پہلوئے فخرِ انبیا

موتی بچھے ہوئے ہیں برابر زمین پر

(از امیرؔ)

نقشِ قدم ہیں آپ کے اختر زمین پر — کیونکر نہ آسمان کا جھکے سر زمین پر
اس سے بھی سوا جلوہ نما ہے خدا کا نور — عرشِ بریں ہے روضۂ انور زمین پر

تکلیفِ شرع سے نہیں خالی کوئی بشر
قبضہ ہمیشہ آپ کا ہے ہر زمین پر

سلطاں ہیں آپ بھیجے ہوئے تھے سب آپکے
آئے تھے پیشتر جو پیغمبر زمین پر

ہاتھوں میں اُنکے آپ کے بازو کا زور تھا
حیدرؓ جو کافروں سے لڑے ہر زمین پر

دم لیتی ذوالفقار نہ تحت الثریٰ میں بھی
جبریلؑ کے نہ پنجے اگر پر زمین پر

تھی کس خوشی کی شب شبِ معراج مصطفٰے
اُمت تھی شاد عید تھی گھر گھر زمین پر

تا وقتِ صبحگاہ سرِ شام سے ہوئے
جاری فیوض خالق اکبر زمین پر

بس اتنی دیر میں کہ رہی گرمیٔ بساط
پھر آئے لامکان سے پیمبر زمین پر

جاری ہیں بسکہ ماتمِ حضرت میں میرے اشک
موتی بچھے ہوئے ہیں برابر زمین پر

مشتاق ہوں میں خاکِ مدینہ کا اے امیر
آئے جو موت بھی تو اُسی سرزمین پر

شمشیر کا زبان سے لیتا ہوں کام روز

(از امیر)

چلتے ہیں میکدے میں محبت کے جام روز
رہتے ہیں مست مدحتِ ساقی تمام روز

منظور ہو جو آپ کو دربار عام روز
مجرے کو آئیں خضر علیہ السلام روز

ہے ہند میں بھی وِرد درود و صلوٰۃ کا
ہوتا ہے اب بھی دُور سے میرا اسلام روز

رُخ آپ کا ہے مہر تو قد آپ کا ہے شمع
پروانہ رات بھر ہو نہیں ذرہ تمام روز

کٹتے ہیں مدعی جو میں کرتا ہوں وصف شاد
شمشیر کا زبان سے لیتا ہوں کام روز

کب مہبطِ فیوض نہ تھا آپ کا مکان
لاتے تھے جبریلؑ خدا کا پیام روز

جانا ہو کب مدینے میں اقلیم ہند سے
ہو جاتی ہے سحر اسی حسرت میں شام روز

ہوں میں یہاں ہجوم الم میں گھرا ہوا
رہتا ہے زائروں کا وہاں اژدہام روز

تا فالِ نیک نکلے زیارت کے باب میں ۔۔۔ پڑھوں ہی دیکھتا ہوں خدا کا کلام روز
حضرت سے باتیں کرتے تھے جو بالمشافہہ ۔۔۔ گویا خدا سے ہوتے تھے، وہ ہمکلام روز

سامان ہُوا اُدھر کے سفر کا درست امیرؔ
کرتا ہوں صبح اُٹھ کے یہی اہتمام روز

یا نبیؐ ہند میں ہم ٹھوکریں کھائیں کب تک

(از امیرؔ)

یا نبیؐ ہند میں ہم ٹھوکریں کھائیں کب تک ۔۔۔ دیکھئے آپ مدینے میں بلائیں کب تک
آنکھیں پتھرا گئی ہیں راہ بہت دیکھ چکے ۔۔۔ سختیاں دردِ جُدائی کی اُٹھائیں کب تک
پھر کے آتے ہیں جو زائر ہمیں کرتے ہیں خجل ۔۔۔ بات بگڑی ہوئی لوگوں سے بنائیں کب تک
صاف مطلع ہو کھلا دو ہمیں اُمید کا دن ۔۔۔ گھری گھری شبِ غم کی یہ گھٹائیں کب تک
اشکِ غم رُک نہیں سکتے ہیں کہاں تک روکیں ۔۔۔ دردِ دل چھپ نہیں سکتا ہے چھپائیں کب تک
نہیں ملتی ہمیں دُنیا کے بکھیڑوں سے نجات ۔۔۔ یا نبیؐ گھر رہیں گی یہ بلائیں کب تک
کیجئے وعدہ بلانے کا کہ اب تاب نہیں ۔۔۔ کہئے بدلیں گی مخالف کی ہوائیں کب تک

چل زیارت کو بہانے نہیں اچھے ہیں امیرؔ
جمع کر دل کو پریشان یہ رہیں کب تک

اِس تڑپنے میں جو لذّت ہے وُہ ہم جانتے ہیں

(از امیرؔ)

زخمیٔ عشق دمِ تیغِ اَلم جانتے ہیں ۔۔۔ اِس تڑپنے میں جو لذّت ہے وُہ ہم جانتے ہیں
شرفِ آدمؑ بے سایہ کو ہم جانتے ہیں ۔۔۔ سایہ کیا شئے ہے اسے اہلِ عدم جانتے ہیں

کہدو رضواں سے نہیں سیر کی تکلیف نہ دے ۔۔۔ ہم مدینے ہی کو گلزارِ ارم جانتے ہیں
وصف کرنے لگے موسیٰؑ تو یہ آئی آواز ۔۔۔ کوئی کیا جانیگا احمدؐ کو جو ہم جانتے ہیں
بادشاہی ہے ترے در کی گدائی جن کو ۔۔۔ ٹھیکرا بھیک کا وہ ساغرِ جم جانتے ہیں
خشک کیا مزرعۂ امید رہے گا اُن کا ۔۔۔ جو ترے گیسوؤں کو ابرِ کرم جانتے ہیں
نیستی ہے اُنہیں ہستی جو ترے پیرو ہیں ۔۔۔ عمرِ صد سالہ کا وقفہ کوئی دم جانتے ہیں
اسمِ پاک آپکا ہے سب سے مقدّم مرقوم ۔۔۔ رتبہ جو آپکا ہے لوح و قلم جانتے ہیں
دلِ کفّار میں پڑتے ہیں اگر داغِ حسد ۔۔۔ ہم وہ پتھر ہیں ترے نقشِ قدم جانتے ہیں
تیرے گیسو سے ہے پیراہنِ کعبہ آگاہ ۔۔۔ تیری آنکھوں کو غزالانِ حرم جانتے ہیں
تشنۂ شوق ترے قلزمِ ہمّت کے حضور ۔۔۔ بحرِ زخّار کو قطرے سے بھی کم جانتے ہیں
جلوۂ نورِ سیہ اور کوئی کیا جانے ۔۔۔ تیرے گیسو ترے عارض کی قسم جانتے ہیں
جا سکے اڑ کے نہ معراج میں ہمراہِ بُراق ۔۔۔ جبرئیلؑ آپکے توسن کا قدم جانتے ہیں

غیب کے حال سے جو لوگ ہیں آگاہ امیرؔ
وہ اُسے مجمعِ امکان قدم جانتے ہیں

سوز حاصل ہے مجھے ساز نہیں ہے تو نہ ہو

(از امیرؔ)

مدح خواں ہوں میں جو آواز نہیں ہے تو نہ ہو ۔۔۔ سوز حاصل ہے مجھے ساز نہیں ہے تو نہ ہو
مرتے ہی پھاند کے دیوار میں داخل ہونگا ۔۔۔ بابِ فردوس اگر باز نہیں ہے تو نہ ہو
ہے مے عشق سے حضرت کے مرا دل مخمور ۔۔۔ جام میں بادۂ شیراز نہیں ہے تو نہ ہو
دیکھ سکتا نہیں کنجشک کو دہشت سے تری ۔۔۔ بند گر دیدۂ شہباز نہیں ہے تو نہ ہو
زندہ دل جنکے ہیں اقرارِ نبوت ہے انہیں ۔۔۔ مردہ دل قائلِ اعجاز نہیں ہے تو نہ ہو

آپ کا نام تو لیتا ہے موذن ہر صبح
مثلِ داؤد خوش آواز نہیں ہے تو نہ ہو

دردِ الفت کا ہو انجام الٰہی اچھا
خوبصورت اگر آغاز نہیں ہے تو نہ ہو

لڑکے مر جائینگے خود حسدِ طبیعت سے عدو
آسمان تفرقہ پرواز نہیں ہے تو نہ ہو

آشیانہ ہے مدینے میں درختوں پہ مرا
اب اگر طاقتِ پرواز نہیں ہے تو نہ ہو

دور سے دیکھ لیا کرتے ہیں حضرت کا جمال
پاس اگر جلوہ گہ ناز نہیں ہے تو نہ ہو

رہ نہیں جانے کا میں وادیٔ مدحت میں امیر
توسنِ فکر سبکسار نہیں ہے تو نہ ہو

اُمت کے دل ہیں تیری بدولت بڑھے ہوئے

(از امیر)

جاتے تھے جب براق پہ حضرت چڑھے ہوئے
قدسی پکارتے تھے کہ آگے بڑھے ہوئے

جھک جھک کے چوم لیتے ہیں جنت کی ڈالیاں
کیا بیل بوٹے ہیں سرِ مسند کڑھے ہوئے

تعلیم جبرئیل امیں تھی برائے نام
حضرت وہیں سے آئے تھے لکھے پڑھے ہوئے

پایا ہے بوسہ نقشِ کفِ پا کا خواب میں
ہیں اب دماغ عرشِ بریں پر چڑھے ہوئے

اے شوق قافلہ جو مدینے کو ہو رواں
بانگِ جرس سے پاؤں ہوں آگے بڑھے ہوئے

رہ رہ کے گُل زمین مدینے کی راہ میں
تھالے ریاضِ خُلد کے سارے گڑھے ہوئے

پلہ جو نیکیوں کا گھٹا ہے تو غم نہیں
اُمت کے دل ہیں تیری بدولت بڑھے ہوئے

اللہ رے شوق پہنچے مدینے میں دن رہے
منزل سے ہم اگرچہ دل ان چڑھے ہوئے

حضرت کا علم علمِ لدنی تھا اے امیر
دیتے تھے قدسیوں کو سبق بن پڑھے ہوئے

لاؤ نہ مرا نامۂ عصیاں مرے آگے

(از امیر)

جنّت ہے درِ خسروِ ذیشان مرے آگے
کہہ دو کہ نہ لے دوڑ کی رضوان مرے آگے

پہنچا ہوں جو اس در پہ تو پائی یہ بشارت
دارا کو نہیں رتبۂ دربان مرے آگے

حضرت کی عنایت نے وہ دی ہے مجھے قوت
زال سے کم رستمِ ذیشان مرے آگے

شاہی ہے مجھے کوچۂ حضرت کی گدائی
کیا مال ہے گنجینۂ سلطان مرے آگے

ہوتی ہے جو ہمراہیٔ یثرب تو ادب سے
چلتے نہیں رستے میں سلیماں مرے آگے

ابروئے رخِ شہ کو سمجھتا ہوں میں ایمان
مومن ہوں یہ کعبہ ہے وہ قرآن مرے آگے

وہ سیر طبیعت ہوں کہ پتھر سے ہوں کمتر
دُرِّ عدن و لعل بدخشاں مرے آگے

رستے میں کیا شوق زیارت نے یہ اندھا
ہو چاہ تو ہے چاہِ زنخداں مرے آگے

بدرقۂ حضرت نہیں کوئی ہو مصیبت
آندھی ہو نہ کچھ چیز نہ باراں مرے آگے

صدمہ جو ذرا پیاس کا ہو دوڑ کے آئے
ظلمات سے خود چشمۂ حیواں مرے آگے

شدت ہو اگر بھوک کی جنت سے فرشتے
لائیں طبقِ نعمتِ الواں مرے آگے

اندیشہ نہیں راہ میں کچھ بہرِ حفاظت
پیچھے ہیں خضر موسیٰ عمران مرے آگے

ہر گام میں ہے روضۂ حضرت کے قرین میں
ہر وقت ہے وہ کعبۂ ایماں مرے آگے

حضرت کی شفاعت سے گئی ظلمتِ عصیاں
دم بھر صفتِ دود پریشاں مرے آگے

بھیجے ہوئے حضرت کے سب احباب ہیں موجود
ہیں راہ نما بوذر و سلماں مرے آگے

لے جاؤ حضورِ شہِ ذیجاہ فرشتو
لاؤ نہ مرا نامۂ عصیاں مرے آگے

اوصافِ معلّٰی سے امیر ایسی ہے الحان
ہیں مرغِ چمن سر بہ گریباں مرے آگے

دل آپ پہ ہے قربان جان آپ پہ سے صدقے

(از امیر)

مال آپ پر تصدق، جان آپ پر سے صدقے
آنکھوں پہ سر ہے قرباں، آنکھیں ہوں سر سے صدقے

کہتے ہیں گرد عارض باہم یہ دونوں گیسو
میں ہوں ادھر سے قرباں، تو ہو ادھر سے صدقے

بولے ملک جو آدم نازاں ہوئے دلا پر
تم آج ہو فدائی ہم پیشتر سے صدقے

کہتا ہے مہر و مہ سے رُخ دیکھ کر نبیؐ کا
تو شام سے ہو قرباں میں ہوں سحر سے صدقے

ناف زمیں ہے شہ کا مانند کعبہ روضہ
شرقی ادھر سے قرباں غربی اُدھر سے صدقے

ٹکڑوں سے پل گئے ہیں جتنے تھے اہلِ حاجت
شاہ و گدا نے پائے حضرت کے در سے صدقے

جو مال امیر کا ہے مالک ہیں آپ اُس کے
دل آپ پہ ہے قرباں، جاں آپ پر سے صدقے

چشمِ رحمت میں گزر کیجیے، آنسو ہو کر

(از مولوی محمد حسن - محسن)

آنکھ پر ٹھہری نظر مائل ابرو ہو کر ہم پھرے کعبہ سے اے قبلہ تو ہندو ہو کر

شب کو یہ جذب محبت کا تماشہ دیکھا شمع پروانہ کے ساتھ اڑ گئی جگنو ہو کر
دیکھ کر آنکھوں کو بھرتا ہوں میں دم زلفوں کا کالے کوسوں گئیں آہیں مری آہو ہو کر
روکے دھو ڈالے سب نامۂ اعمال اپنا چشم رحمت میں گزر کیجیے آنسو ہو کر

تالیاں کس نے دم رقص بجائیں محسن
زہرۂ چرخ گری فرش پہ جگنو ہو کر

کہ بلبلوں نے سبق گل سے گلستاں کیلئے

(از مولوی محمد محسن، محسن)

کھلے تھے لب نہ ابھی نالہ و فغاں کے لئے کہ مانگی خیر فرشتوں نے آسماں کیلئے
فلک سے گزری گئی سیر لامکاں کے لئے اب آگے جاتی ہے آہ رسا کہاں کیلئے
کھلے نہ تھے لب بلبل ابھی فغاں کے لئے کہ سر جھکانے لگی شاخ گل خزاں کیلئے
صنم کدہ سے اٹھوں زاہد و جناں کے لئے کہاں سے مجھ کو اٹھاتے ہو تم کہاں کیلئے
تڑپ تڑپ کے تو پہنچا ہوں کوئے دلبر تک یہاں سے اے طپش دل اٹھوں کہاں کیلئے
سواد نجد نہ صحرائے بے ستوں چھوڑا ہمارے شوق نے بھٹکے کہاں کہاں کیلئے
شب فراق نہ ہو، روز انتظار نہ ہو تو ہم بھی فکر کریں عمر جاوداں کیلئے
قفس میں بیٹھے یہ سوجھی کہ آتش دل سے لئے چلو کوئی چنگاری آشیاں کیلئے
قضا نے کس لئے فرہاد و قیس کو چھیڑا مجھی کو پہلے بلانا تھا امتحاں کیلئے
ہے جی میں لکھئے وہ افشان یار کی تعریف نہ چھوڑیئے کوئی مضمون کہکشاں کیلئے
بہار آئی یہ نشو و نما کا عالم ہے کہ بلبلوں نے سبق گل سے گلستاں کیلئے
غزل سرائی رندانہ ہو چکی یارو کھلیں گے لب مرے اب اربابیاں کیلئے
ازل میں جب ہوئیں تقسیم نعمتیں محسن کلام نعتیہ رکھا مری زباں کیلئے

کیا راز و نیاز آج ہے بندہ میں خدا میں

(از مولوی محمد محسن ؔمحسن)

دوڑی ہے کسی جلوہ گہہ ناز و ادا میں
ملنے کی سکت اب نہیں باقی ہے قضا میں

شیشے سے نکل رندِ مے آشام ہیں بے چین
غم ہے نہ گرا دے دخترِ رز ایسی گھٹا میں

گل سنتے ہیں گلزار میں آمد جو خزاں کی
کیا چھپتے ہوئے پھرتے ہیں داماں صبا میں

شرمائی ہوئی آنکھ کی چتون ہے قیامت
شوخی کی جھلک قہر ہے اندازِ حیا میں

محشر میں دلِ غمزدہ کی قدر کھلے گی
اس مال کے دام اٹھینگے بازارِ جزا میں

اے شوق سنبھل چوٹ چلا چاہتی ہے اب
میرے دلِ پرخوں میں ترے رنگِ حنا میں

محسن شبِ معراج یہ کہتے تھے فرشتے
کیا راز و نیاز آج ہے بندہ میں خدا میں

سمتِ کاشی سے چلا جانبِ متھرا بادل

(از مولوی محمد محسن ؔمحسن)

سمتِ کاشی سے چلا جانبِ متھرا بادل
برق کے کاندھے پہ لاتی ہے صبا گنگا جل

گھر میں اشنان کریں سروِ قدانِ گوکل
جا کے جمنا پہ نہانا بھی ہے اک طولِ امل

خبر اڑتی ہوئی آئی ہے مہابن میں ابھی
کہ چلے آتے ہیں تیرتھ کو ہوا پر بادل

کالے کوسوں نظر آتی ہیں گھٹائیں کالی
ہند کیا ساری خدائی میں بتوں کا ہے عمل

جانبِ قبلہ ہوئی ہے یورشِ ابرِ سیاہ
کہیں پھر کعبہ میں قبضہ نہ کریں لات و ہبل

دھر کا ترسا بچہ برق لئے جل میں آگ
ابر چوٹی کا برہمن ہے لئے آگ میں جل

ابر پنجاب تلاطم میں ہے اعلیٰ ناظم
برق بنگالۂ ظلمت میں ہے گورنر جنرل

نہ کھلا آٹھ پہر میں کبھی دو چار گھڑی
پندرہ روز ہوئے پانی کو منگل منگل

دیکھئے ہوگا سری کرشن کا کیونکر درشن
سینۂ تنگ میں دل گوپیوں کا ہے بیکل

راکھیاں لیلے سلونوں کی برہمن نکلے
تار بارش کا تو ٹوٹے کوئی ساعت کوئی پل

اب کے میلا تھا ہنڈولے کا بھی گرداب بلا
نہ بچا کوئی محافہ نہ کوئی رتھ نہ بہل

ڈوبنے جاتے ہیں گنگا میں بنارس والے
نوجوانوں کا سنیچر ہے یہ بڑھوا منگل

تہ و بالا کئے دیتے ہیں ہوا کے جھونکے
بیڑے بھادوں کے نکلتے ہیں بھرے گنگا جل

کبھی ڈوبی کبھی اچھلی مہِ نو کی کشتی
بحرِ اخضر میں تلاطم سے پڑی ہے ہل چل

قمریاں کہتی ہیں طوبےٰ سے مزاج عالی
لالۂ باغ سے ہندوئے فلک کے ہم شکل

شبِ دیجور اندھیرے میں ہے ظلمت کے نہاں
لیلیِ محمل میں ہے ڈالے ہوئے منہ پر آنچل

شاہدِ کفر ہے مکھڑے سے اٹھائے گھونگٹ
چشمِ کافر میں لگائے ہوئے کافر کاجل

ہو گیا بھیس کئے چرخ لگائے ہے بھبوت
یا کہ بیراگی ہے پربت پہ بچھائے کمل

شب کو مہتاب نظر آئے نہ دن کو خورشید
ہے یہ اندھیر مچائے ہوئے تاثیرِ زحل

وہ دھواں دھار گھٹا ہے کہ نظر آئے نہ شمع
گرچہ پروانہ بھی ڈھونڈھے اسے لیکر مشعل

نور کی پتلی ہوئی پردۂ ظلمت میں نہاں
چشمِ خورشید جہاں بیں میں ہیں آثارِ سبل

آتشِ گل کا دھواں بامِ فلک تک پہنچا
جم گیا منزلِ خورشید کی چھت میں کاجل

ابر بھی چل نہیں سکتا وہ اندھیر الگھپ ہے
برق سے رعد یہ کہتا ہے کہ لانا مشعل

جس طرف سے گئی بجلی پھر ادھر آ نہ سکی
قلعۂ چرخ میں ہے بھول بھلیاں بادل

فیضِ ترطیبِ ہوا نے یہ دکھائی تاثیر
زرِ محلول ہے اخگر تو کھرل ہے منقل

آبِ آئینہ تموج سے بہا جاتا ہے
کہئے تصویر سے گرنا نہ کہیں دیکھ سنبھل

آج یہ نشو و نما کا ہے ستارہ چمکا
شاخ میں کاہکشاں کے نکل آئی کونپل

دیکھتے دیکھتے بڑھ جاتی ہے گلشن کی بہار
دیدۂ نرگسِ شہلا کو نہ سمجھو احول

خضر فرماتے ہیں سنبل سے تری عمر دراز
پھول سے کہتے ہیں پھلتا رہے گلزارِ امل

عطر افشاں ہے شبیہِ گلِ نسرین و سمن
نخلِ داؤدی مومی سے ٹپکتا ہے عسل

لہریں لیتا ہے جو بجلی کے مقابل سبزہ
چرخ پر بادلا پھیلا ہے زمیں پر مخمل

جگنو پھرتے ہیں جو گلبن میں تو آتی ہے نظر
مصحفِ گل کے حواشی پہ طلائی جدول

ہم زبانِ وصفِ چمن میں ہوئے سب اہلِ چمن
طوطیوں کی جو ہے نظمیں تو بلبل کی غزل

تختِ طاؤسی گلشن پہ ہے سایہ کے ابر
چتر کھوئے ہوئے فرقِ شہِ گل پر سنبھل

جس طرف دیکھئے بیلے کی کھلی ہیں کلیاں
لوگ کہتے ہیں کہ کرتے ہیں فرنگی کونسل

شاخ پر پھول ہیں جنبش میں زمیں پر سنبل
سب ہوا کھاتے ہیں گلشن میں سوار اور پیدل

پھول ٹوٹے ہوئے پھرتے روشوں پر ہیں نسیم
یا سڑک پر ہیں ٹہلتے ہوئے کلگوں کوتل

آہِ قمری میں مزہ اور مزے میں تاثیر
سرو میں دیکھئے پھول آنے لگے پھول میں پھل

ساتھ ساتھ آتے ہیں نالوں کے جگر کے ٹکڑے
شجرِ آہ رسا میں نکل آئی کونپل

شجرے میں پیر مغاں کے نکل آئیں شاخیں
حرمتِ دخترِ رز میں نظر آتا ہے خلل

سبزۂ خط سے ہوا ہونے لگے سرخی لب
چمنِ حسن سے لال اڑ گئے بن کر ہر یل

صاف آمادہ پرواز ہے شاماں کی طرح
پر لگائے ہوئے مژگانِ صنم سے کاجل

خندہ ہائے گل قالین سے ہوا شورِ نشور
کیا عجب ہے جو پریشاں ہے خواب مخمل

طرفہ گردش میں گرفتار عجب پھیر میں ہے
سرمہ ہے نین مری دیدۂ بیدار کھرل

شاخِ شمشاد پہ قمری سے کہو چھیڑے ملار
نونہالانِ گلستاں کو سنائے یہ غزل

سمتِ کاشی سے چلا جانبِ متھرا بادل
تیرتا ہے کبھی گنگا کبھی جمنا بادل

سمتِ کاشی سے چلا جانبِ متھرا بادل
برج میں آج سر کیشن ہے کالا بادل

خوب چھایا ہے سرِ گوکل متھرا بادل
رنگ میں آج کنہیا کے ہے ڈوبا بادل

شاہدِ گل کا لئے ساتھ ہے ڈولا بادل
برق کہتی ہے مبارک تجھے سہرا بادل

سطحِ افلاک نظر آتی ہے گنگا جمنی
روپ بجلی کا سنہرا ہے رو پہلا بادل

چرخ پر بجلی کی چل پھر سے نظر آتا ہے
سبزہ چمکائے ہلاتا ہوا برچھا بادل

جب تلک سیج میں جمنا ہے پرکھلنے کا نہیں
ہے قسم کھائے اُٹھائے ہوئے گنگا بادل

بجلی دو چار قدم چل کے پلٹ جائے نہ کیوں
وہ اندھیرا ہے کہ پھرتا ہے بھٹکتا بادل

چشمۂ مہر ہے عکسِ زرِ گل سے دریا
پرتوِ برق سے سونے کا ہے بجرا بادل

میری آنکھوں میں سماتا نہیں یہ جوش و خروش
کسی بیدرد کو دکھلائے کرشمہ بادل

دلِ بیتاب کی ادنیٰ سی چمک ہے بجلی
چشمِ پُرآب کا ہے ایک کرشمہ بادل

طپشِ دل کا اُڑایا ہوا نقشا بجلی
چشمِ پُرآب کا دھویا ہوا خاکا بادل

اپنی کم ظرفیوں سے لاکھ فلک پر چڑھ جائے
میری آنکھوں کا ہے اُترا ہوا صدقہ بادل

کچھ ہنسی کھیل نہیں جوششِ گریہ کا ضبط
یہ مرا دل ہے یہ میرا ہے کلیجا بادل

جامِ عمرِ فلکِ پیر ہوا ہے لبریز
لئے آتا ہے جنازہ دیئے کاندھا بادل

راجہ اندر ہے پریخانہ مے کا پانی
نغمۂ نے کا سری کشن کنھیا بادل

جوش پر رحمتِ باری ہے چڑھاؤ خم مے
چشمکِ برق سے کرتا ہے اشارہ بادل

دیکھتا گر کہیں محسن کی فغان و زاری
نہ گرجتا کبھی ایسا نہ برستا بادل

الٰہی! کیا چھپا ہوتا ہے اہلِ دل کے سینوں میں

(از سر اقبال)

جنہیں میں ڈھونڈتا تھا آسمانوں میں زمینوں میں
وہ نکلے میرے ظلمت خانۂ دل کے مکینوں میں

حقیقت اپنی آنکھوں پر نمایاں جب ہوئی اپنی
مکاں نکلا ہمارے خانۂ دل کے مکینوں میں
اگر کچھ آشنا ہوتا مذاقِ جبہ سائی سے
تو سنگِ آستانِ کعبہ جا ملتا جبینوں میں
کبھی اپنا بھی نظارہ کیا ہے تو نے اے مجنوں!
کہ لیلیٰ کی طرح تو خود بھی ہے محمل نشینوں میں
مہینے وصل کے گھڑیوں کی صورت اڑتے جاتے ہیں
مگر گھڑیاں جدائی کی گزرتی ہیں مہینوں میں!
مجھے روکے گا تو اے ناخدا کیا غرق ہونے سے
کہ جن کو ڈوبنا ہو ڈوب جاتے ہیں سفینوں میں
چھپایا حسن کو اپنے کلیم اللہ سے جس نے
وہی ناز آفریں ہے جلوہ پیرا نازنینوں میں
جلا سکتی ہے شمعِ کشتہ کو موجِ نفس ان کی
الٰہی! کیا چھپا ہوتا ہے اہلِ دل کے سینوں میں!
تمنا دردِ دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں
نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی، ارادت ہو تو دیکھ ان کو
یدِ بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں
ترستی ہے نگاہِ نارسا جس کے نظارے کو
وہ رونق انجمن کی ہے انہیں خلوت گزینوں میں
کسی ایسے شرر سے پھونک اپنے خرمنِ دل کو

کہ خورشیدِ قیامت بھی ہو تیرے خوشہ چینوں میں

محبت کے لئے دل ڈھونڈھ کوئی ٹوٹنے والا
یہ وہ مے ہے جسے رکھتے ہیں نازک آبگینوں میں

سراپا حسن بن جاتا ہے جس کے حسن کا عاشق
بھلا اے دل حسیں ایسا بھی ہے کوئی حسینوں میں

پھڑک اُٹھا کوئی تیری ادائے مَا عَرَفْنَا پر
ترا رتبہ رہا بڑھ چڑھ کے سب ناز آفرینوں میں

نمایاں ہو کے دکھلا دے کبھی اِن کو جمال اپنا
بہت مدت سے چرچے ہیں ترے باریک بینوں میں

خموش اے دل! بھری محفل میں چلانا نہیں اچھا
ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں

بُرا سمجھوں انہیں مجھ سے تو ایسا ہو نہیں سکتا
کہ میں خود بھی تو ہوں اقبال اپنے نکتہ چینوں میں

بیگانہ شے پہ نازشِ بیجا بھی چھوڑ دے

(از سر اقبال)

مجنوں نے شہر چھوڑا تو صحرا بھی چھوڑ دے
نظارے کی ہوس ہو تو لیلیٰ بھی چھوڑ دے

واعظ! کمالِ ترک سے ملتی ہے یاں مراد
دُنیا جو چھوڑ دی ہے تو عقبیٰ بھی چھوڑ دے

تقلید کی روش سے تو بہتر ہے خودکشی
رستہ بھی ڈھونڈ خضر کا سودا بھی چھوڑ دے

مانندِ خامہ تیری زباں پر ہے حرفِ غیر
بیگانہ شے پہ نازشِ بیجا بھی چھوڑ دے

لطفِ کلام کیا جو نہ ہو دل میں دردِ عشق
بسمل نہیں ہے تو تو تڑپنا بھی چھوڑ دے

شبنم کی طرح پھولوں پہ رو اور چمن سے چل
اس باغ میں قیام کا سودا بھی چھوڑ دے

ہے عاشقی میں رسم الگ سب سے بیٹھنا
بتخانہ بھی، حرم بھی، کلیسا بھی چھوڑ دے

سوداگری نہیں، یہ عبادت خدا کی ہے!
اے بیخبر جزا کی تمنا بھی چھوڑ دے

اچھا ہے دل کے ساتھ رہے پاسبانِ عقل
لیکن کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑ دے

جینا وہ کیا جو ہو نفسِ غیر پر مدار
شہرت کی زندگی کا بھروسا بھی چھوڑ دے

شوخی سی ہے سوالِ مکرر میں اے کلیم
شرطِ رضا یہ ہے کہ تقاضا بھی چھوڑ دے

واعظ ثبوت لائے جو مے کے جواز میں
اقبالؔ کو یہ ضد ہے کہ پینا بھی چھوڑ دے

قبضے سے امت بیچاری کے دیں بھی گیا دنیا بھی گئی

(از سر اقبالؔ)

اے بادِ صبا! کملی والے سے جا کہیو پیغام مرا
قبضے سے امت بیچاری کے دیں بھی گیا دنیا بھی گئی

یہ موجِ پریشان خاطر کو پیغام لبِ ساحل نے دیا
ہے دور وصالِ بحر ابھی، تو دریا میں گھبرا بھی گئی

عزت ہے محبت کی قائم اے قیس! حجابِ محمل سے
محمل جو گیا، عزت بھی گئی، غیرت بھی گئی، لیلا بھی گئی!

کی ترک تگ و دو قطرے نے تو آبروئے گوہر بھی ملی
آوارگیٔ فطرت بھی گئی، اور کشمکشِ دریا بھی گئی

نکلی تو لبِ اقبالؔ سے ہے کیا جانئے کس کی ہے یہ صدا
پیغامِ سکوں پہنچا بھی گئی، دل محفل کا تڑپا بھی گئی

نہ گلہ ہے دوستوں کا نہ شکایتِ زمانہ!

(از سر اقبال)

تجھے یاد کیا نہیں ہے مرے دل کا وہ زمانہ
وہ ادب گہِ محبت! وہ نگہ کا تازیانہ!

یہ بتانِ عصرِ حاضر کہ بنے ہیں مدرسے میں
نہ ادائے کافرانہ، نہ تراشِ آذرانہ!

نہیں اس کھلی فضا میں کوئی گوشۂ فراغت
یہ جہاں عجب جہاں ہے، نہ قفس نہ آشیانہ!

رگِ تاک منتظر ہے تری بارشِ کرم کی
کہ عجم کے میکدوں میں نہ رہی مئے مغانہ!

مرے ہم صفیر اسے بھی اثرِ بہار سمجھے!
انہیں کیا خبر کہ کیا ہے یہ نوائے عاشقانہ!

مرے خاک و خوں سے تو نے یہ جہاں کیا ہے پیدا
صلۂ شہید کیا ہے؟ تب و تابِ جاودانہ!

تری بندہ پروری سے مرے دن گذر رہے ہیں
نہ گلہ ہے دوستوں کا نہ شکایتِ زمانہ!

یا بندۂ خدا بن یا بندۂ زمانہ!

(از سر اقبال)

اعجاز ہے کسی کا یا گردشِ زمانہ!
ٹوٹا ہے ایشیا میں سحرِ فرنگیانہ!

تعمیرِ آشیاں سے میں نے یہ راز پایا
اہلِ نوا کے حق میں بجلی ہے آشیانہ!

یہ بندگی خدائی، وہ بندگی گدائی!
یا بندۂ خدا بن یا بندۂ زمانہ!

غافل نہ ہو خودی سے کر اپنی پاسبانی

شاید کسی حرم کا تو بھی ہے آستانہ!
اے لا الٰہ کے وارث باقی نہیں ہے تجھ میں
گفتارِ دلبرانہ، کردارِ قاہرانہ!
تیری نگاہ سے دل سینوں میں کانپتے تھے!
کھویا گیا ہے تیرا جذبِ قلندرانہ!
رازِ حرم سے شاید اقبال باخبر ہے
ہیں اس کی گفتگو کے اندازِ محرمانہ!

فغانِ نیم شبی بے نوائے راز نہیں

(از سر اقبال)

خودی کی شوخی و تندی میں کبر و ناز نہیں
جو ناز ہو بھی تو بے لذتِ نیاز نہیں
نگاہِ عشق دلِ زندہ کی تلاش میں ہے
شکارِ مردہ سزاوارِ شاہباز نہیں
مری نوا میں نہیں ہے ادائے محبوبی
کہ بانگِ صورِ اسرافیل دل نواز نہیں
سوالِ مے نہ کروں ساقیِ فرنگ سے میں
کہ یہ طریقۂ رندانِ پاکباز نہیں
ہوئی نہ عام جہاں میں کبھی حکومتِ عشق
سبب یہ ہے کہ محبت زمانہ ساز نہیں
اک اضطرابِ مسلسل عتاب ہو کہ حضور!

میں خود کہوں تو مری داستاں دراز نہیں
اگر ہو ذوق تو خلوت میں پڑھ زبورِ عجم
فغانِ نیم شبی بے نوائے راز نہیں

میرے آقا مِرے سلطاں مدینے والے

(از بیدم وارثی)

میرا دل اور مری جان مدینے والے
تجھ پہ سو جان سے قربان مدینے والے

باعثِ ارض و سما صاحبِ لولاک لما
عینِ حق صورتِ انسان مدینے والے

بھر دے بھر دے مرے داتا مری جھولی بھر دے
اب تو رکھ بے سر و سامان مدینے والے

کل کے مطلوب کا محبوب ہے معشوق ہے تو
اللہ اللہ رے تری شان مدینے والے

آڑے آتی ہے تری ذات ہر اک دکھیا کے
میری مشکل بھی ہو آسان مدینے والے

پھر تمنائے زیارت نے کیا دل بے چین
پھر مدینے کا ہے ارمان مدینے والے

دل بھی مشتاقِ شہادت ہے کماندارِ عرب
اس طرف بھی کوئی پیکان مدینے والے

تیرا در چھوڑ کے جاؤں تو کہاں جاؤں میں
میرے آقا مرے سلطان مدینے والے

سگِ طیبہ مجھے سب کہہ کے پکاریں بیدم
یہی رکھیں مری پہچان مدینے والے

مرے دردِ نہاں کا حال محتاجِ بیاں کیوں ہو

(از بیدم وارثی)

مرے دردِ نہاں کا حال محتاجِ بیاں کیوں ہو
جو لفظوں کا ہو مجموعہ وہ میری داستاں کیوں ہو

پہنچکر خونِ دل آنکھوں تک اشکوں میں نہاں کیوں ہو
الٰہی حاصلِ دردِ محبت رائیگاں کیوں ہو

لحد پر آ کے میری خاک سے دامن کشاں کیوں ہو
نہیں معلوم تم اس درجہ مجھ سے بدگماں کیوں ہو

ترا جلوہ جو ہستی ہے تو پھر قیدِ نظر کیسی!
مری ہستی جو پردہ ہے تو یہ بھی درمیاں کیوں ہو

مٹا دو شوق سے آ کر مٹا دو میری تربت کو
جو تم پر مر مٹا ہو اُس کا اتنا بھی نشان کیوں ہو

ترے قدموں پہ سر ہے سامنے تو ہے تصور میں
مرا نقشِ جبیں پھر بارِ سنگِ آستاں کیوں ہو

مجھے پامال بھی کرتے ہیں اندازِ تغافل سے
مجھی سے پوچھتے بھی ہیں کہ سرگرمِ فغاں کیوں ہو

بہارِ عارضِ گلگوں کا جلوہ ہے نگاہوں میں
خزاں نا آشنا ہوں میں مجھے خوفِ خزاں کیوں ہو

کہاں ایماں کس کا کفر اور دیر و حرم کیسے
ترے ہوتے ہوئے اے جاں خیالِ دو جہاں کیوں ہو

نئی دُنیا بنا دی لذتِ ذوقِ اسیری نے
قفس کے رہنے والوں کو خیالِ آشیاں کیوں ہو

ترے تیروں نے بیدم کو حیاتِ جاوداں بخشی
حیاتِ جاوداں کا نام مرگِ جاوداں کیوں ہو

مردِ مسلمان

(از سر اقبال)

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان نئی آن — گفتار میں کردار میں اللہ کی برہان!
قہاری و غفاری و قدوسی و جبروت — یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلمان!
ہمسایۂ جبریلِ امیں بندۂ خاکی — ہے اس کا نشیمن نہ بخارا نہ بدخشاں!
یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن — قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن!
قدرت کے مقاصد کا عیار اسکے ارادے — دُنیا میں بھی میزان قیامت میں بھی میزان!
جس سے جگرِ لالہ میں ٹھنڈک ہو وہ شبنم — دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں وہ طوفان!
فطرت کا سرودِ ازلی اس کے شب و روز — آہنگ میں یکتا صفتِ سورۂ رحمٰن!

بنتے ہیں مری کارگہِ فکر میں انجم
لے اپنے مقدر کے ستارے کو تو پہچان!

یار کے تیرِ نظر نے دل میں روزن کر دیا

(از بیدم وارثی)

دل کو میرے جلوۂ روئے روشن کر دیا — رشکِ جنت یار نے صحرائے ایمن کر دیا
تو نے کافر مجھ کو اے ایماں کے دشمن کر دیا — کعبۂ دل کو مرے دیرِ برہمن کر دیا
اب بآسانی نکل جائینگی اپنی حسرتیں — یار کے تیرِ نظر نے دل میں روزن کر دیا
وسعتِ شوقِ لقا کیا پوچھتے ہو اے کلیم — جس نے ہر ذرہ مجھے وادیٔ ایمن کر دیا
دشمنی سرکار کی کیا جانے کیا ڈھاتی ستم — دوستی نے آپ کی دُنیا کو دشمن کر دیا
جوشِ وحشت کیا کیا یہ کیا کیا دستِ جنوں — جامۂ ہستی کا میرے چاک دامن کر دیا

واہ ری قسمت جو دل کل تک تھا اس کی جلوہ گاہ آج اُس کو حسرت و ارمان کا مسکن کر دیا

عشق پروانہ سے ہے بیدؔم فروغِ شمعِ حسن
میری بدنامی نے اُن کا نام روشن کر دیا

ہاں ہاں تری رحمت کا ہے کام خطا پوشی

(از بیدم وارثی)

کھینچی ہے تصور میں تصویرِ ہم آغوشی اب ہوش نہ آنے دے مجھ کو مری بیہوشی
پا جانا ہے کھو جانا کھو جانا ہے پا جانا بیہوشی ہے ہشیاری ہشیاری ہے بیہوشی
میں سازِ حقیقت ہوں وہ سازِ حقیقت ہوں خاموشی ہے گویائی گویائی ہے خاموشی
اسرارِ محبت کا اظہار ہے نا ممکن ٹوٹا ہے نہ ٹوٹے گا قفلِ درِ خاموشی
ہر دل میں تجلّی ہے اُنکے رُخِ روشن کی خورشید سے حاصل ہے ذرّوں کو ہم آغوشی
جو سنتا ہوں سنتا ہوں میں اپنی خموشی سے جو کہتی ہے کہتی ہے مجھ سے مری خاموشی
یہ حسن فروشی کی دکان ہے یا چلمن نظارہ کا نظارہ روپوشی کی روپوشی
یاں خاک کا ذرہ بھی لغزش سے نہیں خالی میخانۂ دنیا ہے یا عالمِ بے ہوشی
ہاں ہاں مرے عصیاں کا پردہ نہیں کھلنے کا ہاں ہاں تری رحمت کا ہے کام خطا پوشی

اس پردے میں پوشیدہ لیلائے دو عالم ہے
بے وجہ نہیں بیدؔم کعبے کی سیہ پوشی

جسے ہونا ہو کچھ خاکِ درِ جانانہ ہو جائے

(از بیدم وارثی)

اگر کعبہ کا رُخ بھی جانبِ میخانہ ہو جائے تو پھر سجدہ مری ہر لغزشِ مستانہ ہو جائے

وہی دل ہے جو حسن و عشق کا کاشانہ ہو جائے
وہ سر ہے جو کسی کی تیغ کا نذرانہ ہو جائے

یہ اچھی پردہ داری ہے یہ اچھی رازداری ہے
کہ جو آئے تمہاری بزم میں دیوانہ ہو جائے

مرا سر کٹ کے مقتل میں گرے قاتل کے قدموں پر
دمِ آخر ادا یوں سجدۂ شکرانہ ہو جائے

تری سرکار میں لایا ہوں ڈالی حسرتِ دل کی
عجب کیا ہے مرا منظور یہ نذرانہ ہو جائے

شبِ فرقت کا جب کچھ طول کم ہونا نہیں ممکن
تو میری زندگی کا مختصر افسانہ ہو جائے

وہ سجدے جن سے برسوں ہم نے کعبہ کو سجایا ہے
جو بتخانے کو مل جائیں تو پھر بتخانہ ہو جائے

کسی کی زلف بکھرے اور بکھر کر دوش پر آئے
دلِ صد چاک اُلجھے اور الجھ کر شانہ ہو جائے

یہاں ہونا نہ ہونا ہے نہ ہونا عین ہونا ہے
جسے ہونا ہو کچھ خاکِ درِ جانانہ ہو جائے

سحر تک سب کا ہے انجام جل کر خاک ہو جانا
بنے محفل میں کوئی شمع یا پروانہ ہو جائے

وہ مے دیدے جو پہلے شبلی و منصور کو دی تھی
تو بیدمؔ بھی نثارِ مرشدِ میخانہ ہو جائے

تا حشر مجھ کو ہوش نہ آئے خدا کرے

(از بیدمؔ وارثی)

محشر کو پائمال کرے یا بپا کرے
جو چاہے آپ کی نگہ فتنہ زا کرے

ناصح کی بات مانے کہ دل کا کہا کرے
اب کہیئے کوئی کیا نہ کرے اور کیا کرے

کب تک کسی کی کوئی تمنّا کیا کرے
گھبرا کے اپنی جان نہ دیدے تو کیا کرے

اس عندلیب کو ہے قیامت کا سامنا
جس کا قفس کے آگے نشیمن جلا کرے

کس کام کی اُمید ہے ناکام کے لئے
ناکامیوں کو میری خدا کام کا کرے

جب میرے دردِ دل کا مداوا نہ ہو سکا
کوئی مسیح ہے تو مجھے کیا ہُوا کرے

ان کو تو آئے دن نئے دل کی تلاش ہے
کوئی کہاں سے روز نیا دل دیا کرے

جس طرح اُنکی زلف بڑھے اُنکے دوش پر
یارب اسی طرح مری وحشت بڑھا کرے

ہوں بیخودی میں اُن سے ہم آغوشیاں نصیب
تا حشر مجھ کو ہوش نہ آئے خدا کرے

دیکھے جو تجھ کو آئینۂ دل میں جلوہ گر
حیرت سے چشمِ شوق ترا منہ تکا کرے

جلوے بھی سامنے ہیں وہ کافر بھی سامنے
کس کی طرف کو اب کوئی سجدہ ادا کرے

ہستی مری محیط رہے نیستی کے بعد
روشن بقا کا نام مآلِ فنا کرے

پردے میں ہے جمال تو ہے شور اس قدر
اور بے حجاب ہو تو خدا جانے کیا کرے

دم بھر میں آسماں بنا دے زمین کو
نقشِ جبیں کی قدر اگر نقشِ پا کرے

دامانِ استجاب کی کلیاں کھلی رہیں
یارب وہ ہو قبول جو بیدم دعا کرے

مجھ کو ترے کرم تری رحمت پہ ناز ہے

(از بیدم وارثی)

ہر آئینے کے پردے میں آئینہ ساز ہے
ہر بندے کے لباس میں بندہ نواز ہے

اے ہمنشیں وہ کوچۂ عشقِ مجاز ہے
محمود جس گلی میں غلامِ ایاز ہے

تصویرِ خامشی ہے جو غنچہ ہے باغ میں
ہر گل مری شکستگیِ دل کا راز ہے

وہ خاکِ آستاں ہے تری خاکِ آستاں
جس پر جبینِ شوق کے سجدوں کو ناز ہے

کس کی طرف کو دستِ تمنا دراز ہو
عالم میں کوئی آپ سا بندہ نواز ہے

پھر دیکھے ہر جمال میں جلوے جمیل کے
جب یہ کھلا کہ عینِ حقیقت مجاز ہے

زاہد کو اپنے زہد و عبادت پہ ہے غرور
مجھ کو ترے کرم تری رحمت پہ ناز ہے

کحل البصر بنائے نہ کیوں چشمِ غزنوی
خاکِ درِ ایاز میں دنیائے راز ہے

پھر لائے کیا نظر میں سلاطینِ دہر کو
بیدم گدائے وارثِ عالم نواز ہے

نہ سمجھوں رازداں کی میں نہ میری رازداں سمجھے

(از بیدم وارثی)

مکینِ دل نہ سمجھے پر نہ دارِ لامکاں سمجھے
کہاں تھے تم، مگر ہم کم نگاہی سے کہاں سمجھے

سراپا درد ہوں میں کوئی کیا میری فغاں سمجھے
جو مجھ سا درد والا ہو وہ میری داستاں سمجھے

ہوئے خاموش جب فطرت کو اپنا ترجماں سمجھے
ہر اک غنچہ کو دل، ہر خار کو اپنی زباں سمجھے

میں صدقے اس سمجھ کے آپ مآلِ عرض کیا سمجھوں
مری رودادِ غم تھی آپ جس کو داستاں سمجھے

کئے ہیں راہ میں ہر ہر قدم پر سینکڑوں سجدے
ہر اک ذرّے کو ہم تیرا ہی سنگِ آستاں سمجھے

بنایا خوگرِ صبر و رضا تیرہ نصیبی نے
کہ بجلی کی چمک کو ہم چراغِ آشیاں سمجھے

مذاقِ جستجو کی اس طرح توہین ہوتی ہے
بتائیں کیا تمہیں اب تک جہاں سمجھے وہاں سمجھے

حدودِ فہم سے راز و نیازِ عشق بڑھ جائیں
نہ سمجھوں رازداں کی میں نہ میری رازداں سمجھے

فقط تھا امتحاں منظور جذبِ شوقِ کامل کا
اُٹھے پردے تو رازِ خندہ ہائے پاسباں سمجھے

جُنوں کے ساتھ چھوٹی وضع بھی راحت بھی زینت بھی
جہاں اب چار تنکے جمع دیکھے آشیاں سمجھے
فلک پر تھا دماغ اپنا جو سر تھا پائے ساقی پر
دلیلِ تازہ ہاتھ آئی زمیں کو آسماں سمجھے
وضو ہو خونِ دل سے ہونٹ سجدے پر کرے سبقت
جنابِ شیخ ارکانِ نمازِ عاشقاں سمجھے
بھلا دیر و حرم کی قید کیا اُلفت کے بندوں کو
جہاں بھی رکھ دیا سر یار ہی کا آستاں سمجھے
نہ جس نے درسگاہِ عشق میں تعلیم پائی ہو
مری باتیں وُہ کیا سمجھے وُہ کیا میری زباں سمجھے
میں کہنے کو تو اُس سے سرگزشت اپنی کہوں ہمدم
مگر سُنکر خدا ہی جانے کیا وہ بدگماں سمجھے

نہ میں اعجمی نہ ہندی نہ عراقی و حجازی

(از سر اقبال)

نہ میں اعجمی نہ ہندی، نہ عراقی و حجازی
کہ خودی سے میں نے سیکھی دو جہاں سے بے نیازی!
تو مری نظر میں کافر، میں تری نظر میں کافر
ترا دیں نفس شماری، مرا دیں نفس گدازی!
تو بدل گیا تو بہتر، کہ بدل گئی شریعت
کہ موافقِ تَدرواں نہیں دینِ شہبازی!
ترے دشت و در میں مجھ کو وہ جنوں نظر نہ آیا
کہ سکھا سکے خرد کو رہ و رسمِ کارسازی!
نہ جدا رہے نوا گر تب و تابِ زندگی سے
کہ ہلاکئی امم ہے یہ طریقِ نے نوازی!


چراغ دین محمد کتاب وعظ
قصص الانبیا کلاں
تذکرۃ الاولیاء
کشف المحجوب
سیرت خالد بن ولید
ہندوستان کی شہزادیاں
یوسف و زلیخا
نافع اللغات
رقعات غالب
کشف الحقائق
فتوح المصر
فتوح الشام
فتوح العرب
فرم
ملک دین محمد اینڈ سنز تاجران کتب و پبلشرز
بل روڈ و کشمیری بازار لاہور